

U15590

11

28-12-57

THE - GULSHAN GUFṬĀR .

Creator - Khwaja Khan Haneeef Aungmyabodi
Musettib, Sayyed Mohammad .

Publisher - Khushheed Press (Nayga Pal) .

Date - 1339 H

Pages - 74

Subjects - Tajkia Shora .

URDU TEL. BOOK

سلسلہ طبووعات مکتبہ ابراہیمیہ

گلشنِ گفتار

ترتیب
سید محمد ایمان

ف۔ ا۔ خ۔

URDU TEXT BOOK

۷۸۶
۳۹۲

سلسلہ مطبوعات مکتبہ ابراہیمیہ

گلشن گفتار

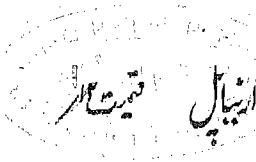
شعرا اُردو کا قدیم ترین تذکرہ

تصنیف

خواجہ خاں حمید اور نگار گاہی

مرتبہ

سید محمد ایم اے



مطبوعہ خورشید پریس یوسف بازار ایبٹ آباد

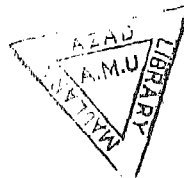
طبع اول

URDU TEXT BOOK

۸۹۱۵۴۳۱-۹

۱۹۶۰

مکتبہ
الہ آباد
۱۹۶۹



M.A.LIBRARY, A.M.U.



U15590

۱۹۶۹

URDU TEXT BOOK

فہرست مندرجات

| | | | | |
|----|----|----|----|------------|
| ۴۰ | ۱۸ | ۱ | ۱ | مقدمہ |
| ۴۰ | ۱۹ | ۱ | ۲ | ریاضی پچھن |
| ۴۴ | ۲۰ | ۲ | ۳ | نصرتی |
| ۵۰ | ۲۱ | ۳ | ۴ | ولی |
| ۵۱ | ۲۲ | ۴ | ۵ | اشرف |
| ۵۲ | ۲۳ | ۵ | ۶ | رضی |
| ۵۳ | ۲۴ | ۶ | ۷ | مزل |
| ۵۳ | ۲۵ | ۷ | ۸ | شفت |
| ۵۴ | ۲۶ | ۸ | ۹ | مضمون |
| | ۲۷ | ۹ | ۱۰ | عبدالرحیم |
| ۵۶ | ۲۸ | ۱۰ | ۱۱ | یکرد |
| ۵۸ | ۲۹ | ۱۱ | ۱۲ | یک رنگ |
| ۵۸ | ۳۰ | ۱۲ | ۱۳ | فائق |
| ۶۳ | ۳۱ | ۱۳ | ۱۴ | حاکم |
| ۶۵ | ۳۲ | ۱۴ | ۱۵ | آبرو |
| ۶۹ | ۳۳ | ۱۵ | ۱۶ | منظر |
| ۷۱ | ۳۴ | ۱۶ | ۱۷ | سودا |

مقدمہ

جس طرح اردو شاعری کی بنیاد فارسی شاعری پر رکھی گئی اور اس کے نمونوں کو پیش نظر رکھ کر اردو میں بھی تمام اصناف سخن کی تکمیل کی گئی۔ اردو میں تذکرہ نویسی کا رواج بھی فارسی ہی کی تقلید میں ہوا۔ شعراء فارسی کے جو تذکرے ایران میں تصنیف ہوئے ان سے قطع نظر ہندوستان میں بھی فارسی شاعری کے چرچوں کے ساتھ اس زبان کے شاعروں کے متعدد تذکرے لکھے گئے۔ جب فارسی زبان کو سرکار و بار کی سرپرستی اور مسلمان امراء و علما کی اسلام دوستی یا ایران پندی کے باوجود ہندوستان میں زوال ہونے لگا اور ہندو مسلمانوں کے باہمی میل جول سے جو زبان عالم وجود میں آئی تھی روز بروز فروغ پانے لگی تو اردو شاعری کا جو پودا سرزمین دکن میں لگا یا گیا تھا خوب پھلنے پھولنے لگا۔ اور چند ہی دنوں میں ایسا شور و خروش ہو گیا کہ اس کی شاخیں ہندوستان کے طول و عرض میں پھیل گئیں۔

اردو ادب اور بالخصوص اردو شاعری کو جو ترقی اور وسعت ابتداً دکن میں ہوئی اس کو دیکھتے ہوئے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ دکن میں بہت عرصہ پہلے شعراء کے تذکرے لکھنے کا بھی چرچا ہو گا۔ عادل شاہی اور قطب شاہی

درباروں میں اردو کی سرپرستی اور بیجا پورہ کو لکھنؤ اور گجرات میں اردو شاعروں کی قبولیت عامہ کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ ان شاعروں کے کلام تذکرے لکھے جاتے مگر اس وقت تک ایسی معلومات صحت و وثوق کے ساتھ حاصل نہیں ہوئیں اور نہ قدیم ترین اردو شاعروں کے تذکروں کا پتہ چلا ہے۔ اس وقت عام طور پر میر تقی کے ”نکات الشعراء“ کو اردو کا سب سے پہلا تذکرہ سمجھا جاتا ہے۔ اس تذکرے کا سنہ تالیف خود مولف نے نو کہیں نہیں بتایا مگر اس کا غائر مطالعہ کرنے سے اس کے سنہ تالیف کا تعین ممکن ہے اس کے مختلف بیانات اور دوسرے ذرائع معلومات کے باہمی تقابلاً کے بعد یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس کی تالیف ۱۱۵۰ھ میں ہوئی۔ نکات الشعراء کے علاوہ دوسرا تذکرہ فتح علی گردیزی کا ہے یہ بھی اسی سن میں لکھا گیا ہے ان میں اول الذکر تو کسی ناقص قلمی نسخے سے نقل کر کے انجمن ترقی اردو (اوزنگ آباد) نے شایع کر دیا ہے اور ثانی الذکر ابھی تک شایع نہیں ہوا اس کا ایک مخطوط کتب خانہ آصفیہ (حیدر آباد) میں موجود ہے ایک تیسرا تذکرہ جو مذکورہ بالا تذکروں کے صرف تین سال بعد تالیف ہوا وہ حضرت نکات مولفہ قائم چاند پوری ہے اور دو تذکروں چغتایان شعراء (۱۱۵۰ھ) اور گلزار اکبر اکرم (۱۱۵۰ھ) پر بارہویں صدی ختم ہو جاتی ہے۔

بہ حالت موجودہ یہی اردو کے قدیم تذکروں کا ذخیرہ ہے یہ تمام تذکرے غصیا کہ اوپر بتایا گیا ہے بالکل فارسی تذکروں کی تقلید میں لکھے گئے ہیں۔ فارسی کی تقلید کا اثر اس قدر غالب ہے کہ یہ تمام تذکرے اردو شاعری کے ہونے والے چغتایان شعراء اور تذکرہ گردیزی کے دیکھنے سے حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ بعض جگہ حالات و شاعری اور انداز و لہجہ و مطلعہ و تہذیب و تمدن و سبب و اثر و سبب و اثر و سبب و اثر

نے باوجود فارسی زبان میں لکھے گئے ہیں ان سے اردو شاعری کے آغاز
 ارتقاء و عہد بہ عہد کی تبدیلیوں اور مختلف دوروں کے میلانات و خصوصیات
 وغیرہ پر کوئی بصیرت افزا روشنی نہیں پڑتی اور وہ تمام چیزیں جو کسی ملک
 کی شاعری کی تاریخ میں پائی جانی چاہئیں تقریباً منفقود ہیں اکثر و بیشتر
 صورتوں میں مذکورہ نویسوں نے شاعروں کے نام معمولی حالات زندگی اور
 پیدائش و وفات کی تاریخیں بھی توجہ اور صحت سے بیان نہیں کیں۔ مذکورہ نویسی
 کا زیادہ تر مقصد یہ ہوتا تھا کہ مختلف شاعروں کے پندیدہ کلام اور عمدہ اشعار
 کا ایک گلدستہ مرتب کر دیا جائے۔ بعض قدیم اور اکثر متاخر مذکورہ نویسوں نے بالکل
 تذکرہ نویسی کے اصل مقصد سے ہٹ کر مختلف شاعروں کے اشعار اپنی بیاض
 میں نقل کر لیے اور اشعار سے پہلے بطور تعارف چند فقرے شاعر کی نسبت لکھنا
 کر دیے۔ پس اسی کا نام مذکورہ شعر ارکھ دیا۔

تذکرے کی ترتیب اکثر حروف ہجاء کے سلسلے پر ہوتی ہے۔ بعض نے اس
 بھی لحاظ نہیں رکھا اور بغیر کسی خاص ترتیب کے مختلف مقامات اور مختلف دوروں
 کے شعرا کا یکے بعد دیگرے حال لکھ دیا ہے۔ مذکورہ بالا تمام تذکروں میں صرف
 ایک ”مختار نکات“ ایسا تذکرہ ہے جس کے مولف نے سلیقے سے اردو
 شاعری کے تین دور قرار دیے ہیں اور متقدمین متوسطین اور متاخرین کے
 تین طبقے قائم کر کے ہر طبقے کے شعرا کو پیش کرنے سے پہلے اس پر ایک سرسری ملاحظہ
 نوٹ بھی تحریر کیا ہے۔ شمس العلماء پروفیسر محمد حسین آزاد مرحوم نے اپنے تذکرے
 ”آب حیات“ میں بالکل اسی کی نقل کی ہے اور تقریباً قائم چاند پوری ہی

نوٹوں کو پھیل کر اپنے تذکرے کے پہلے تین دوروں کی تہید مرتب کی ہے۔ تذکرہ کے ان نقائص کے باوجود موجودہ حالات میں اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ متعلمین ادبیات اردو ادبی کے تشریعیانوں سے تاریخی اسناد کا کام لیں۔ ان تذکروں کو من و عن شائع کر دیا جائے تو ان کے مطالعہ اور باہمی تقابل قطابقی سے اردو شاعری کی تاریخ مرتب کرنے میں بڑی مدد مل سکتی ہے۔ تذکرہ نویسوں نے اکثر صورتوں میں شاعروں کے حالات کی بجائے ان کی مبالغہ آمیز تعریف کی ہے اور کہیں کہیں بے لاگ تنقید اور مفید رائے بھی لکھ دی ہے مبالغہ آمیز تعریفوں سے قطع نظر کر کے ایسی رائیوں اور تنقیدوں سے بھی بہت کچھ استفادہ کیا جاسکتا ہے نیز اردو مطبع کی خرابی اور غلط سلطاستے دیوانوں کی اشاعت نے قدیم شعراء اردو کے کلام کو جس قدر نقصان پہنچایا ہے اور مشہور اساتذہ کے کلام میں اس وقت جو تعریفیں اور احماتی اشعار نظر آتے ہیں ان کی صحت و درستی میں بھی ان تذکروں سے بڑی مدد مل سکتی ہے کیونکہ ہمارے تذکرہ نویسوں کا مطلع نظر زیادہ تراچھے کلام کو جمع کرنا تھا۔

ان صفحات میں جس تذکرے سے روشناس کرایا جا رہا ہے وہ اسی سلسلہ کی نہایت اہم کڑی ہے اور موجودہ تذکروں میں جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے سب سے قدیم تذکرے نکات الشعراء اور تذکرہ فتح علی گروہری کے ساتھ مشابہت میں تالیف ہوا ہے اس کا نام گلشن گفتار مصنف کے اعلیٰ ذوق اور پاکیزہ وجدان کی لئے یہ تذکرہ ہمیں مولوی علی رضا صاحب ماہر شیرازی لکچرار خاوری سٹی کلج کی قیادت میں ملتا تھا جس کی نقل لیکر اس کو شائع کیا جا رہا ہے ۱۲

زبان حال سے تعریف کر رہا ہے داخلی شہادتوں کے علاوہ اس کے سن الیف کی توثیق ذیل کے قطعہ یاخ سے جو مولف کے ریباجے میں مندرج ہے غیر مشتبہ طور پر ہوتی ہے۔

لکھا ہم نے جب تذکرے کو حمید ہوا خوش جسے فہم اشار ہے
تلاش اس کی تایخ کی کر کے دل ”کہا گلشن بزم گفتار ہے“
داوین کی عبارت سے بحال حمل (۱۱۶۵) برآمد ہوتے ہیں۔
صاحب تذکرہ نے نہ تو اپنا حال لکھا ہے اور نہ اپنے کلام کا انتخاب پیش کیا
ہمیں دوسرے ذرائع سے بھی اس کا حال نہ معلوم ہو سکا۔ گلشن گفتار کے دیباچے
اور متن کے بعض حصوں میں ضمناً اس نے اپنا جو ذکر کیا ہے اس سے صرف یہ
معلوم ہوتا ہے کہ اس کا نام خواجہ خاں اور تخلص حمید ہے۔ باپ کا نام ترکمانی
قوی جنگ اور دادا کا کیکہ تاز خاں تھا وہ عارف الدین خاں عاجز کا ربیت
اور شاگرد ہے ان کے فارسی اور اردو دیوان اسی نے مرتب کیے تھے اور اس کا
ذوق شاعری بالکل عاجز کا مرہون منت ہے خود اس کے الفاظ یہ ہیں:-

”از آنجا کہ ایس احقر با ایشان (عارف الدین خاں عاجز) محبت

تمام دارد و ہم سخن گوئی بہ برکت فیض ایشان اکثر قصاید بے قضا

وغیرہ مع غزلیات دیوان ترتیب دادہ و اشعار متفرقہ ہندی

نیز بہ دستور معروف جمع نمودہ دیوان ہندی ایشان مرتب ساختہ“

جہاں تک داخلی شہادتوں سے معلوم ہوتا ہے خواجہ خاں حمید
اورنگ آباد کا باشندہ تھا اور وہاں کے کسی امیر خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔

عاجز کے ذکر سے بھی یہی مترشح ہوتا ہے کہ جب وہ اورنگ آباد خجستہ بنیا
میں اقامت گزریں ہوئے ان سے اس کی راہ ورسم پیدا ہوئی
علاوہ ازیں برہان پور کے ایک شاعر مرزا ابدال بیگ سے اپنے
تعلقات بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ”از بجایے ولایت، باشندہ
برہان پور وازمدتے ورفافت احقر ہستند“ اسی طرح عبدالولی
عزالت کے ذکر میں لکھتا ہے کہ ”درایام آصف جاہ نظام الملک
بہ خجستہ بنیاد آمدہ“ اس کا یہ طرزِ تحریر اس کے اورنگ آبادی
ہونے کے ثبوت میں پیش کیا جاسکتا ہے اس سے زیادہ ہمارے
ذرائع معلومات سے اس کے حالات پر کوئی روشنی نہیں پڑتی۔ دیباچے
کے قطعہ تاریخ اور چند ادبیات حمد و نعت (جن میں بعض دوسرے مشہور
شاعروں کے بھی ہیں) کے سوا سارے تذکرے میں صرف ایک جگہ ”از خجستہ
احقر خواجہ خاں“ کہہ کر یہ شعر لکھا ہے :-

زلف خم ہو کے لٹاک جان کے سب کان میں رات
موبو کھول کہے حال پریشاں میرا

دیباچے ہی میں ”تعریف تالیف“ کے ایک ذیلی عنوان سے
شعرو سخن کی تعریف کرنے کے بعد یہ لکھا ہے کہ وہ بچپن سے شہر کا
شہید الیٰ تھا جب کبھی دنیا کے کمزورتوں سے تھوڑی سی فرصت
مل جاتی شہر انے سلف کے کلام کے مطالعہ سے خوش دل ہوتا

اور اکثر و بیشتر اپنے دل و دماغ کو شاعرانہ ماحول میں رکھتا اسی ذوق سخن نے اسے تذکرہ نویسی پر ابھارا۔ فارسی کے سخن پردازوں کے متحدہ تذکرے موجود تھے اور اس موضوع پر قلم اٹھانا تحصیل حاصل تھا اس لیے اردو شاعروں کا تذکرہ لکھنے کا ارادہ کیا اس کے طرز بیان سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک کسی نے اردو شاعروں کا تذکرہ لکھنے پر توجہ نہیں کی وہ اپنے تذکرے کو اردو شعر کا پہلا تذکرہ بتانا ہے وہ میر تقی اور فتح علی گرویزی کے تذکروں سے قطعاً بے خبر ہے اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں اس زمانہ میں ایک سن کی دو تصنیفوں کے مصنفوں کا بروقت ایک دوسرے سے واقف ہونا محال نہیں توجہ مشکل ضرور تھا۔ وہ میر تقی کی تذکرہ نویسی سے قطع نظر ان کی شاعری سے بھی بالکل ناواقف ہے۔ غالباً اس زمانہ (۱۱۲۵) میں میر تقی کی شاعری کے اصلی جوہر چمکے نہیں تھے انھیں دلی اور اس کے قریب جوار کے مقامات کے سوادکن اور ہندوستان کے دوسرے صوبوں میں ابھی کوئی شہرت حاصل نہیں ہوئی تھی۔

گلشن گفتار اگرچہ بہت مختصر تذکرہ ہے اور اس کے ہمعصر تذکروں کے مقابلہ میں اس کی فہرست مندرجات میں تیس سے زیادہ شاعروں کے نام نہیں لیکن اپنے زمانہ تصنیف اور بعض خاص اطلاعات کی بنا پر نہایت اہم اور مفید ہے اس کے تیس شاعروں میں سے سترہ دکن کے شاعر بتائے گئے ہیں ایک کے متعلق ہمیں شبہ ہے اور بولہ بلا شک و شبہ خاص دکن کے شاعر ہیں ان میں بعض تو ایسے ہیں جن کے ذکر سے دوسرے تمام تذکرے خالی ہیں دلی

اور اس کے مصنفات کے جو شاعر اس تذکرہ میں پیش کیے گئے ہیں وہ اردو کے ابتدائی شاعر ہیں اور آب حیات کے دور دوم و سوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ قدیم شعراء دکن کی نسبت اول تو موجودہ تذکروں میں بہت ہی کم مواد ملتا ہے کیونکہ ان کے مصنف اکثر شمالی ہند کے باشندے ہیں اور وہ شعراء دکن کے حالات و کمالات شاعری سے تقریباً بے خبر ہیں۔ صرف ایک چٹان شرکیہ سواجس کا مصنف اوزنگ آیا دکا باشندہ تھا، میر تقی فتح علی گردیزی اور قایم چاند پوری کی اس خصوص میں تمام تر معلومات سید عبدالولی غزلت کی بیاض اور چند زبانی روایتوں پر منحصر ہیں۔

جس وقت میر تقی اور فتح علی گردیزی اپنے تذکرے تالیف کر رہے تھے سید عبدالولی غزلت بہ سلسلہ سیاحت دہلی میں وارد تھے اور اپنے شاعرانہ ذوق کی وجہ سے باوجود اجنبی ہونے کے دہلی کے شاعروں وغیرہ میں برابر شریک ہوتے تھے اور وہاں کے شعر گو یوں میں بڑی ہر دلغزینی حاصل کر لی تھی۔ میر تقی نے تو بالکل انہی بیاض کے متفرق اشعار اپنے تذکرے میں نقل کر لیے ہیں اور ان متفرق اشعار کا اپنے عہد کے شاعروں کے کلام سے مقابلہ کر کے تحقیق و تحس کی زحمت اٹھائے بغیر یہ رائے دیدی کہ ”اگرچہ ریختہ در دکن است چوں از انجا یک شاعر موبو بار نخواستہ لہذا شروع بنام انہا نہ کردہ“

شعراء دکن کی نسبت تذکروں کی ناقص معلومات کے مد نظر گلشن کی اطلاعات اس لحاظ سے کہ اس کا مولف خود دکن کا باشندہ تھا اور اکثر

دکنی شاعروں سے شخصی طور پر واقف تھا زیادہ مستند و معتبر ہیں۔ جن دکنی
 شاعروں کا ذکر دوسرے تذکروں میں قطعاً مفقود ہے ان کے متعلق اس
 تذکرے کے بیانات سے اہل تحقیق کو بڑی مدد مل سکتی ہے۔ چنانچہ عادل شاہ
 دربار کے ملک الشعراء انصاری کا چشتان شعرا کے سوا کسی اور تذکرے میں
 ذکر نہیں۔ گلشن گفٹار سے یہ اطلاع حاصل ہوتی ہے کہ وہ مدالت ہندوی
 (گلشن عتیق) کا مصنف تھا اور دربار شاہی سے اس کو ملک الشعراء کا خطاب
 ملا تھا۔ ولی اورنگ آبادی کے ذکر سے قدیم اور جدید کوئی تذکرہ خالی نہیں
 مگر تقریباً ہر ایک دوسرے سے کسی نہ کسی بات میں اختلاف رکھتا ہے۔ یادو جی
 اس کثرت معلومات کے اب تک ولی کی نسبت بہت سی باتیں محل طلب ہیں
 کلیات ولی کے فاضل مرتب مولوی احسن مارہروی نے بڑی تلاش و جستجو
 کے ساتھ دیوان ولی کے متعدد نسخوں کے مطالعہ اور مقابلہ اور کم و بیش تمام
 مطبوعہ اور بعض غیر مطبوعہ تذکروں کے بیانات پر تحقیق نہ نظر ڈال کر جو کلام
 اس کے نام سے منسوب کیا ہے! اور جو حالات اس کے بیان کیے ہیں۔ دونوں
 میں بہت سے شبہات پیدا ہوئے ہیں اور بعد میں مختلف اصحاب نے جو
 تحقیقاتیں کی ہیں ان سے بہت سی نئی معلومات حاصل ہو رہی ہیں۔ اگرچہ
 بھی کئی چیزوں کو بالکل منفصلہ اور مسلمہ نہیں سمجھا جاسکتا۔ ولی کے نام کے متعلق
 تذکروں میں شدت سے اختلاف ہے بعض صاحبان تذکرے اس کا نام
 ولی الدب تبا یا ہے۔ بعض نے شمس الدین ولی الدب۔ چشتان شعرا میں ولی
 لکھا ہے اور گلشن گفٹار میں ولی محمد۔ یہی دو نام موجودہ تحقیقات میں زیادہ

قرن قیاس تسلیم کیے گئے ہیں گلشن گفتار میں بعض اور تذکروں کی طرح ولی کو احمد آبادی لکھا ہے مگر یہ تحقیق کے ساتھ معلوم ہے کہ وہ اورنگ آبادی تھا ولی نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ گجرات ہی میں بسر کیا وہ احمد آباد میں توطن اختیار کر چکا تھا اور اس کا انتقال بھی وہیں ہوا۔ اپنے اشعار میں اکثر جگہ گجرات کا اس شفیگی کے ساتھ ذکر کرتا ہے کہ گویا وہ اس کا اصلی وطن تھا کسی سفر میں ایک شہنوی تمام و کمال سورت گجرات کے فراق میں لکھی ہے جبکہ ایک ایک شعر سے اس شہر کے ساتھ اس کی محبت ظاہر ہوتی ہے غالباً اس بنیاد پر گلشن گفتار اور دوسرے تذکروں کے مولفوں نے اس کو احمد آبادی اور گجراتی سمجھ لیا ہے۔ ولی کے متعلق ایک خاص اطلاع جس کا کسی اور تذکرے میں بالکل ذکر نہیں یہ ہے کہ اس نے ایک عرصہ تک برہان پور میں بھی قیام کیا تھا ولی کی طالب علمانہ زندگی پر زادہ سید معالی کے ساتھ اس کی دوستی صحبت اور عمر طبعی کو پہنچ کر گجرات میں انتقال کرنے کے واقعات بھی موجود ہیں ولی کے ہمعصر اور بالخصوص اس کے ہم مجلس شعرا کا ذکر کسی تذکرہ میں بھی نہیں ”گلشن گفتار“ میں اس کے دو شاگردوں کا حال درج ہے اور یہ ایک بالکل نئی اطلاع ہے ولی نے اپنے اشعار میں بعض دوسرے شاعروں کے تخلص کے اظہار کے ساتھ کبھی کبھی ان کے شعروں کی تفسیر بھی کی ہے اور اس بنیاد پر بعض شاعروں کو صاحبان تذکرہ نے اس کے معاصرین بتایا ہے۔ چنانچہ ولی نے ایک جگہ اشرف کے ایک مصرع پر تفسیر کی ہے۔ اشرف کا یہ مصرع ولی مجھ کو ہر دہشتا الفت ہے دل و جان مے مرے ہم نگوں

چمنستان شر کے مولف نے اس کو نقل کر کے محض قیاساً لکھ دیا ہے کہ ”اشرف
 از معاصران ولی است چنانچہ ولی جائے مصرع اور تفسیر میں نہایت
 گلشن گفتار سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشرف گجرات کا باشندہ اور ولی کا شاگرد
 تھا اس کا کلام نواح گجرات میں بہت مقبول تھا۔ بڑا رنگین طبع شاعر تھا۔
 اس کا دیوان مدون ہو چکا ہے ولی کا دوسرا شاگرد محمد رضی رضی ہے۔
 یہ بھی گجراتی اور احمد آباد کا باشندہ ہے۔ اشرف اور ولی دونوں ایک ساتھ
 مشق سخن کیا کرتے تھے اور اکثر ایک ہی زمین میں طبع آزمائی کی ہے۔ بطور
 نمونہ دونوں کا جو کلام اس تذکرے میں نقل کیا گیا ہے وہ بھی ہم طرح غزلیں
 ہیں غالباً ولی کی کلیات میں بھی ایک غزل اسی زمین میں ہے اور معلوم
 ہوتا ہے کہ یہ غزلیں کسی شاعر سے ہیں پڑھی گئی تھیں یا اپنے استاد کی
 تقلید میں دونوں شاگردوں نے بھی اسی زمین میں طبع آزمائی کی ہے۔
 ڈاکٹر سید محی الدین زورقادر ہی ام ایچ پی ایچ ڈی (لندن) کو جا
 ادبیرا کے کتب خانہ میں دکنی مرثیوں کا ایک بڑا مجموعہ ملا ہے اس پر آپ نے
 جو محققانہ مقالہ تحریر کیا ہے وہ رسالہ اردو ۲۵ میں شائع ہو گیا ہے۔ سچی
 تحقیقات میں اشرف اور رضی دونوں کے مرثیے بھی معلوم ہوئے ہیں۔
 اشرف کے تیرہ مرثیے ہیں اور کل اشعار کی تعداد (۱۳۵) ہے (۱۹) شعر کا
 ایک فارسی مرثیہ بھی ہے۔ ڈاکٹر زورقادر ہی نے ان مرثیوں کا مطالعہ کر کے
 یہ رائے لکھی ہے کہ ادبیرا کے مجموعہ مرثیوں میں جن شاعروں کے مرثیے ہیں ان میں
 اشرف اول درجہ کے مرثیہ گوئیوں میں شمار ہونے کا مستحق ہے۔ معلوم

ہوتا ہے کہ اس کی مرثیہ گوئی کا سارے دکن میں شہرہ تھا۔ ایک جگہ لکھا ہے:-
 کہیا ہوں بے بدل یہ مرثیہ جب سواما مول کا

ہوا اشتاق ہر اک شاعر ملک دکن میرا
 رضی کے بھی اس مجموعے میں (۱۹) مرثیے ہیں جن کے اشعار کی مقدار

(۸۷) ہے۔ رضی نے اپنے مرثیوں میں خواجہ حانظا شیرازی کی بعض غزلوں کو
 تفسیر بھی کیا ہے اس کے بعض مرثیے غزل کی وضع کے ہیں۔ مرثیوں میں
 غزلیت کا انداز بتاتا ہے کہ وہ ضرور ایک غزل گو شاعر تھا۔

ہمارے پاس ابھی اس بات کے تسلیم کرنے کا کوئی قطعی ثبوت نہیں کہ
 یہ اشرف اور رضی بلاشبہ ہی ہیں جو ولی اورنگ آبادی کے شاگرد تھے
 کیونکہ مولہ بالا مجموعہ میں کوئی تالیفی شہادت ایسی نہیں کہ ان کے زمانہ حیا
 کا تعین کیا جاسکے یا ان کے حالات اور مقام سکونت وغیرہ کا پتہ چل سکے۔
 گجرات میں بھی زمانہ قدیم سے گو لکھنؤ اور بیجا پور کی طرح غزل، قصیدہ شنو
 کے ساتھ مرثیہ گوئی کا رواج تھا خود ولی سے بھی چند مرثیے منسوب ہیں
 ان حالات میں اس کا قوی امکان ہے کہ یہ مرثیہ گو اشرف اور رضی وہی
 ہیں جو ولی کے شاگرد تھے۔

ایسے دکنی شاعروں میں جو کسی اور تذکرے میں مذکور نہیں چار شاعر
 (۱) سید اعظم اعظم (۲) میر محمد قایم قایم (۳) میر محمد کامل کامل اور (۴)
 مرزا ابدال بیگ ابدال برہان پور کے ہیں۔ برہان پور اورنگ آباد سے
 قریب کسی زمانہ میں اردو و شاعری کا ایک مرکز رہ چکا ہے۔ اس وقت تک

یہاں کی بزم شمع اب کا کوئی علم نہیں۔ صرف اس تذکرے میں ان چار قدیم شاعروں کے ذکر سے گمان ہوتا ہے کہ اس مقام کا بھی اردو شاعری کی نشوونما میں کوئی حصہ ہے۔ برہان پور کے ان شاعروں میں کمال بڑا مرثیہ گو و قصبہ گو تھا جامدہ اڈنبر کے کتب خانہ میں قائم نے بھی تین مرثیے ہیں جنہیں کل (۷۹) ابیات ہیں۔ ڈاکٹر زور قادی کا بیان ہے کہ تینوں مرثیے اچھے ہیں اور شہادت کے تفصیلی واقعات بیان کرنے میں میر انیس کی طرح اس نے بھی مکالمے کی طرز اختیار کی ہے۔ ممکن ہے کہ یہی قائم برہان پوری ہو۔

یلچ پور یا ایرج پور (برار) کے دو شاعروں رستا اور وفا کا بھی اس تذکرے میں ذکر ہے اول الذکر کسی اور تذکرے میں مذکور نہیں وہ بالاپور متصل ایرج پور میں رہتا تھا وہیں اس نے انتقال کیا اور اس کا مزار بھی اسی مقام پر ہے اس کا دیوان مرتب ہو گیا تھا۔ آخر الذکر کا ذکر چغتایان میں برائے نام اور تحفۃ الشعرا مولفہ افضل بیگ قاضی میں ذرا تفصیل ملتا ہے۔ گلشن گفارا اور تحفۃ الشعرا کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا نام آقا امین یا آقا محمد امین ہے۔ اس کے والد کا نام حکیم محمد نقی خاں تھا۔ اور وہ امیر الامرا سید حسین علی خاں کی صوبہ داری کے زمانہ میں امارت کو پہنچ کر انتقال کر گئے۔ امین نے باپ کے مرنے کے بعد بجائے منصب و جاگیر کے لئے تمک و دو کرنے کے جو کچھ بومیہ مقرر ہو گیا اسی پر فضاغت کر کے یلچ پور میں مستقلاً اقامت اختیار کی۔ وہ عربی زبان کے علاوہ حدیث و فقہ میں بھی مہارت رکھتا تھا۔ نظم و نثر دونوں کی تحریر پر مہارت رکھتا تھا۔

اس تذکرے میں ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ اکثر شاعروں کی ایک یاد و غزلیں تمام و کمال پیش کی گئی ہیں۔ دوسرے تذکروں کی طرح صرف متفرق اشعار نہیں لیے گئے۔ بعض شاعروں کے ذکر میں انہی شنو یاں محض وغیرہ مسلسل کلام بھی ملتا ہے۔ دوسرے تذکروں میں مسلسل کلام کو شاید ہی انتخاب کیا گیا ہے۔ حاتم کے ذکر میں غزلوں کے علاوہ حقہ پر ایک شنوی پوری نقل کی ہے جو کسی اور تذکرے میں نہیں ملتی۔

مستملین ادب کی سہولت اور شعرا کے سوانح حیات کا تمام مکملہ مواد یکجا فراہم کرنے کے لیے ہم نے ہر شاعر کی ضمن میں نکات الشعراء، تذکرہ فتح علی گردیزی، مخزن نکات، چغتایان شعراء، گلزار ابرار، ابرار و تحفۃ الشعراء میں جو معلومات درج ہیں انہیں نقل کر دیا ہے۔ تذکرہ فتح علی گردیزی تحفۃ الشعراء اور گلزار ابرار، ابرار، غینوں غیر مطبوعہ ہیں اور اب تک ان کی اطلاعات عام نہیں ہوئیں۔ غزلت کے ذکر میں علامہ آزاد بلکراہی کے تذکرہ سرد آزاد کا بیان بھی نقل کر دیا گیا ہے۔ ان بیانات کے باہمی مقابلہ سے ناظرین اندازہ لگانے کہ ہر شاعر کے متعلق ایسی معلومات بہ آسانی حاصل ہوتی ہیں جن پر کوئی ایک تذکرہ پورے طور سے روشنی نہیں ڈال سکتا اس سے بہت سی ایہام اور شبہات جو انفرادی طور پر تذکروں میں پائے جاتے ہیں ان کا بھی اندفاع ہو جاتا ہے جو

۲۰
سید محمد

۲۰
بہارِ مستوفی
گھانسی بازار، حیدرآباد دکن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دیباچہ

محکمات ایزد کے کہ زبان فصحاء عالی فطرت والاخبرت بتقریر شدہ
 ہاجر و قاصر و مکرمت الہی کہ بہترین امثال شامل حال سودا و امرا جان شیدا
 طینت ظاہر و باہر چہ نیرے خامہ بریدہ زبان کہ بتقریر نقطہ آں حرف
 جرات زند و چہ یار لے لسان ناقص البیان کہ باداے شکرش سخنِ عسرت
 گوید عزت نشینان گوشہ سخنوری و دانائی نیکو مراتب بیانش مقرر تصور و
 ناداتی و آزاد صفتان کو سے معرفت و بینائی بد ریافت صفات استغنائش
 حیرت افزاے آئینہ حیرانی نہ ہے جناب و الالیش کہ ہیچ فکر رسا و طبع بنیا تصور
 نتوان شود و جسے صفات کبریا نیش کہ ہرگز بہ انکار موزوں و اذکار بلند مضمون
 بہ ادلے حرف آں لب نمیتوان کشو بہر کہ در این راہ خاک عجز و انکسار
 تبارک زو اب رو یافت و کسی کہ محاذی وجود و آہش خود را محو فدا دید جان
 جاں گردید کہ باعی
 ذاتش ز کمال اہل عرفاں بیروں و صفش ز قیاس جن و انساں بیروں

نہیں مرحلہ تکبیس بنزل نہ رسید بگذار قدم ازیں بیاباں بیروں
 نعمت محمدی کہ مستوجب سعادات سرمدی و ماورائے طاقت ابتریت
 چگونہ بذر آں عنوان کلام راز و فوق افرایم کہ مقدسان ملا اعلیٰ باوراک افغی
 مرتبہ صفاتش متحر و معاری و معاشر الانبیا و المرسلین علیہم السلام انبارسانی کما ہی حقیقت
 نفوت و الالیش بہ کمال نجالت و شرمساری سلطانی کہ حاتم زہرہ رباعی خواں
 احسان اوست خسروے کہ از دروہ عرش بریں تا حوض زمین تمام مطیع
 فرمان سراج و ملاح دین متینش قصر نہ رواق طارم را نور آگین ساخته و قاسم
 انوار شریعت غرائش محافل دلہاے اہل تقویٰ را متور گردانیدہ داود بہ حلقہ
 زہرہ یا فغان سکار اوست و سلیمان یزمرہ عصا برداران دربار او کیکہ مدام
 جو یا فی نور شفاعت اوست نیکو ست و ہر کہ بے وسیلہ محبتش طالب سعادت
 برکات سرمدست بدست ولی ازلی بے اجازت او اگر حرفی زبان آرد و احباب
 التذیر گردد و فراقی محبت حقیقی بے شرائع او اگر ہوئی کشد مستوجب تشریف شود
 و انائے کہ ہنوز بہ کمال فراست و فرہنگ است بہ جناب مستطاب اصحاب
 و الالیش یکرو و دیگر نگاہ است مفتوی

شہی دلشکری سرور عالم فروغ شمع دیں نور مجسم
 بہ ظاہر مظہر نور الہی بہ باطن زو ست از مہ تابماہی
 منور ساز کاخ لامکانی چراغ دو دمان انس و جانہی
 سریر آراے حبسوخ لاجوردی ہر فرغ نہ دستدم از بایم روی
 تجلہ شمع و فائوس است آفاق و جو کوشش نور و قندیل است نہ لاس

بدل داغ تو لاشِ تننا است تنم را در او عین مداو است
بر آن بخشند ارباب حاجات زمین ایزد رساند صد تحیات

تعریف تالیف

بر خاطر قدسی مطاہر صاحب فکر تاں گلشن طبعیت اظہر و انور است
کہ اولیائے عظام و علمائے ذوی الافہام و شعرائے افصح الکلام بیکجس از ذکر
شعر و سخن زبان نہ بستہ و شخصی بہ امانت و مذمت این فن لب بکھنودہ ہموارہ
بہ این دریائے گہرائی آشنا بودہ لالی ابدار اشعار از بطن صاف صدف
دلہا بگوش ہوش ارباب نوکار رسانیدہ اگر بایزید ببطایست بایں کمال
مشہر و نامیت و اگر ابراہیم ادہم است تیغش از این آب دودوم است
اگر ہاء الدین عاملیت قطعہ سخنش جلالت و اگر حافظ شیراز است ابواب
معانی بہ خاطرش باز است **بیت**

در تن خاکی ما این سرو سالان سخن است دل سخن دیدہ سخن سینہ سخن جان سخن است
ہذا من جبر عہد چشم صہبائے سخن معنی سخنان خواجہ خاں بن ترک تار خا
بہادر قوی جنگ بن یکہ تار خاں غفر اللہ لہما سمی بہ تخلص محمد نیر بہ احیائے
سنن بلف مدام بہ جام سخنوری مست و سرشار بودہ و یہ افکار زمانہ نامہ سخنار
بیز اگر دیدہ ذکر اشعار روشن فکر تاں معانی اربابان بصیرت می دانم و فکر
سخنان ہوشش بخش سرت افراغت میست می شمارم بیکہ از فیض سخن شوکتها
یافتہ من خاطر راز نہایت بخشیدم دل را از افکار علانی غنی ساختم و بصیرت
را از کثرتش خلالت بے نیاز گردانیدم خواستم کہ شغلی بیش گیرم و مذکرۃ اشعار

نوریم لیکن چوں عبارت ارایان منہ طراز اکثر تذکرہ الشرائی فارسیہ بحیطہ تحریر
در آورده اند تا لیلی آن تحصیل محال می انجامد بنا بر این تذکرہ اشعار
ہندیہ ترتیب دادم و بمضامین تازه و لہذا را گلشن گلشن ساختم و نامش
گلشن گفتار نهادم۔

لکھا ہم نے جب تذکرے کو حمید ہو خوش جیسے ہنس اشعار ہے
تلاش اس کی تابیخ کی کر کے دل کہا گلشن بزم گفتار ہے

بسم
نوشتم بکہ از نو کہ تسلیم اشارہ نگین آ یا ہی نگ گل گردید و کاغذار غولانی
اہر صحنی کہ درد مند جگہ گشتہ نوکش ناخن زن سینہاے خیال است و
دامن اش گرداناش چہرہ ہلال و ہر بیت کہ در آن منضبط گردیدہ روشن
مضمونی تجلی افروز شعلہ طور است و باں شجرہ طیبہ پر نور ہر مصرع عصای
موسوی است و ہر صفحہ قرطاسش چوں یاربیا اگر فردا تختانی آرزو ایجاب خاطر
آورد از غور شیدیر و نقطہ انتخاب گزارد یک بیت شتویش اگر جام تصور نمود
برونہائی آن بند ہزار پردہ گوہر ابدار کشودے رنجیتہ نامے بلند مضامینش از طلام
بریں آب گوہر ہاے پیرویں زمین رنجیتہ و نامہ شگلیں ریاحین بقصر نور در
آو رنجیتہ دام ہر سطرش بیدالانرا اسیر میازد و در فر ہر بخش در و لہا تاثیر میکند و
ہر بخش صفحہ نورانی است ہر بخش لعل بدخشان است
شتویش بکہ ز پر گوہر است مصرع ہر بیت چو ملک در است
چرخ کہ گوہر بخود آو رنجیتہ بر سر ہر رنجیتہ اشش رنجیتہ

تازہ معافی کہ یہ الہام یافتہ
 لطف و گریہت بند و غنیمت
 منکہ دریں نہ چمن سبب فام
 برگ بہارش ہمہ فردوسی است
 دارم امید از کرم کبیر یا
 حاتم۔ اسم بسمی کہ احوال و اشارش در وسط کتاب کہ خیر الامور و اطمینان
 واقع است انشاء اللہ تعالیٰ مذکور خواهد شد بالفعل نظر بہ پاس حمد الہی و ثناء
 جناب ختم المرسلین حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم و منقبت ائمہ معصومین
 المطہرین علیہم السلام ابیات چنداں سعادت مند قبول از اقوال شریفہ مقتدر
 مرقوم قلم می گردد شوقی۔
 آہی دل میں دل کو جلائے
 جلا جیوں پھل پھڑی عجب ناتواں کو
 فنا کر عشق میں یہ جان بے تاب
 رہے نہ طور اک مشوق کی ذات
 بہ آب می نہانا آرزو ہے
 پڑے ہیں زخم بتیابی کے اسور
 کہ ہوسٹ آپ میں کیا جاؤں
 محمد صاحب ایجا و ایساں
 سرور دار جگ کے سروروں کا
 برہ کی آگ مجھ تن میں لگا دے
 شر لبریز کر ہر استخوان کو
 کہ جیوں آتش میں گھٹ جاتا ہے
 بطوفہ کعبہ و سیر خرابا است
 نماز بے خودی کا یہ وضو ہے
 آب تاک دہو مجھ دل کے انور
 پیہر کی صفت کرنے کو دھاوا
 کہ جس کی شان میں آیا ہے قرآن
 جماعت دار سب پیغمبروں کا

رکھے ہیں جس کے دروازے پہ موی
 میحاناک گھس تجھ آستان پر
 گئے سب انبیاء آرزو میں
 اوتر سدرہ سیتی ہر پیر جبریل
 سریر سرور با با سکیماں
 وہی تھا نور تیرا سات اس کے
 سلایا خاک میں اعدائے دیں کو
 نہ اس کے ہات سیف و زباں ہے
 بی بوجہ اس کا دوش اوپر بھالا
 فلا خیر اٹھا پرنگا ز اشور
 قلا گھر توڑ کر ڈالی لڑائی
 قضا کے راج کی صنت گری دیکھ
 خد کے نور کا مت کر سمنہ
 اگر قصیدہ حکمت آسپنا ہے
 بنی کی آن پر سین وار جانا
 سعادۂ جان در بانی کا عالم
 داغ اپنا چڑھایا آسمان پر
 روا اس رنگ کی کیلی کسو میں
 کیا علم حقیقت خوب تحصیل
 چلا جن و پری پر اس کا فرماں
 انگوٹھی نام کو تھی ہات اس کے
 جگایا دین ختم المرسلین کو
 شجاعت اور تہور تو عیاں ہے
 ہوا رتبہ امامت کا دوبالا
 ید اللہ نے دکھایا معجز ازور
 نہر میت کا فرائ خندق پہ کھائی
 نبی کے گھر کی یہ بارہ درمی دیکھ
 یہی چودہ رتن کاڑے ہیں باہر
 اسی ننھے میں چودہ بدیا ہے
 اسی بارہ پلے میں پا رجانا

نصرتی

دکنی متوطن بیجا پور موسوم پٹنل نصرتی کہ نسخہ مدالت بہ زبان
 چندوی بزرگت تمام مضامین پر سرانجام ترتیب ۱۰۱۰ء پنہانچہ ازبادشاہی

خطاب ملک الشعراء یا قہ در تعریف زلف در دست خوب از نیختہ او دست سے
جب سے چھپایا تو نے تری زلف کی کڑی تہ تب میں نوی کی بک نہی انہی رچے پڑی
دو مائیاں کا مار نہ تھا مات کے اوپر زفرم کی جیوں کو شے کی تھی رہٹ کھڑی

از نیختہ احقر خواجہ خاں سے
زلف خم ہو کے لنگ جان کے سبکان میں آ
و از نصرتی در تعریف مہمالتی از قصہ مذکور است
اے نرم و نازک رنگی کے پانوں اے حبیب پر نقش لینے میں ناتوں

لے پچ سے ؟ سے گرہ سے ؟ سے کنواں سے چرخ سے اتنے سے زبان سے نام
شاعرے بود ضیغ البیان و از زمرہ دکن نہایان شیریں زبان با حکم کرناک تو بہت
قریب داشت دہر چہ پیدای کرد نصف آں بر لے خرچ فقر می گماشت - اشعار او اکثر فیاض
تازہ و دلور و معنی میگاہ نہ را بہ الفاظ آشنا می سازد - اگرچہ الفاظش بطور رکھنیاں بربہا نہا
گراں می آید اما خالی از لطیف و لذتے نیست نقلیت کہ روز سے شاہ میر نام فقیر سے نزد
نصرتی آمدہ سوال کرد نصرتی چہ خبر سے با و داد - فقیر پرسید کہ شعر سے از اشعار خود بخوان -
نصرتی اس بیت را کہ ہاں روز بہ شکر آوردہ بودہ خواند

نہ بولا سپن نہ بولے گا کدی کو
زمیں کی زلف میں بولا ندی کو
فقیر بدادہتہ تجرا بہ او خواند

نہیں ظاہر کئے حبیبی سے کو
زمین کی (....) بولا ہوں کوئے کو
نصرتی بہم سے آد و مشاہ میر را تا

(چند سال شہر منیر ۳۲۲)

(۲) ولی

ولی - ولی محمد - احمد آبادی - عجب فکر ساسے داشت و دیوان و چسپ رنگینے طرح نموده - اکثر اوقات خود در طلب علم گزرا نیده - در بلده دارالعلوم بران پور نیز مدت سکونت داشت و بجانب میاں سید معالی کہ از مشایخ زادگان گجرات بودند میل تمام داشت دیدان مشہور و معروف وارو - آخر عمر در گجرات وفات نمود و رختہ -

۱ - ولی شاعر رختہ از خاک اوزگ آباد است - می گویند کہ در شاہ جہاں آباد ولی نیز آدہ بودہ بخدمت میان گلشن صاحب رفت - و از اشعار خود پارہ خواند - میاں صاحب نے ہوا
 این ہمہ مضامین فارسی کہ بیکار افتادہ اند و رختہ خود بکار ببر از تو کہ محاسبہ خواہد گرفت
 از کمال شہرت احتیاج تعریف ندارد و احوالش کما یبغی معلوم من منیت (نکات الشعراء)
 ۲ - ولی منظر کمالات خفی و جلی محمد ولی آ در دکن چہرہ ہستی افروختہ و زبد و شہور
 دولت معنی اند و ختہ کمان پر زور سخن را بہ نیروئے فکر ت کشیدہ و نازک اندیشہ اش
 بہ ہمت معنی ریبیدہ - ہر چند اشعار آیدارش زیب صنفہ لیل و نہار است و گوشتوارہ سوامع
 سخن سریان روزگار لیکن بنا بر الملم (۹) بہ تحریر بیتے چند بہ ایجاز و اختصار پرداخت
 (تذکرہ فتح علی گروہری علی)

۳ - شاہ ولی اللہ ولی تخلص شاعر است مشہور مولدش گجرات است
 گویند بہ نسبت فرزند شاہ وجیمہ الدین گجراتی کہ از اولیائے شاہیر است افتخار نام داشت
 در سن بل و چارہ از جلوس نالگیر بادشاہ ہمراہ میر ابو المعالی نام سید سپہرے کہ دلش

خوبی اعجاز حسن یا اگر انشا کردی بے تکلف صفحہ کا خد یدیر بھیا کروں
جیوں نسیم اب لگ بکے مجھے صاف کس طرح اس غنچہ مند قبا کو وا کروں

فریقہ او بو بوجھاں آباد آمد گاہ گاہ بزبان فارسی دوسہ بیت در وصف خط و خاش
می گفت چوں در آجنا بہ سادات ملازمت حضرت شاہ گلشن قدس سرہ مستعد بہ گفتن شعر
بہ زبان ریختہ امر فرمود و این مطلع نفیر موزوں کردہ حوالہ او نمود۔

خوبی اعجاز حسن یا اگر انشا کردی بے تکلف صفحہ کا خد یدیر بھیا کروں
باجملہ یہیں بقول زبان ایشان سخن ایں بابا چناں حسن بقول یافت کہ ہر بیت
دیوانش روشن تر از مطلع آفتاب گردیدہ در ریختہ راقعہ (۹) بہ فصاحت و بلاغت
می گفت کہ اکثر استادان آں وقت زراہ کوشش شعر ریختہ موزوں می نمودند۔

(حسن نکات ص ۱۰)

(۴) محمد ولی ولی تخلص شاعر والا اقدار و سخن پنج شیریں گیت راست۔ رتبہ سخن
ریختہ در زماش با وجہ کمال رسیدہ و یا زار ایں زبان آمیختہ در دورا و گرم گردیدہ۔
اگرچہ در ازمنہ ماضیہ موزونان ایں جاشعر را بہ زبان ریختہ گفتہ اند اما صاحب دیوانہ باہیا
متانت و فصاحت از کرم مردم نگرشید و شعر اے سلف چند طوطی شکر تھال بوستان
سخنہائی اند لیکن جنیں بلبل ہزار داستان بگوش نہ رسید۔ آسے والی ولایت تازک
خیالی و شہنشاہ ظلم و خوش متالی است چنانچہ می گوید۔

اس شمس کی یو طرح نکالا ہے جب تک یو اختر اے دیکھ ہے دل میں سب عجب

و نیز می گوید
دکھتی زبان میں شعر سب گوگاں کہیں ہیں اولی لیکن نہیں بولا ہے کوئی اک شعر خوش تزیین

ہندوئے رلف پر پر ثانی فرخشاہ بیچ دیوے عجب کو سودے میں لگ سودا کرو

مولد او خاک پاک اوزنگ آبادست - چوں اکثر بہ گجرات در درگاہ حضرت شاہ
وجہ الدین قدس سرہ کسب علم کردہ و در نیلی گنبد متصل کرہ مدفون گشتہ مردان
نسبت ابو گجرات کردہ غلط محض - قصیدہ سیزدہ اشعار کہ در اشتیاق گجرات گفتہ بدین
او در نظر رسید مطلعش این است -

گجرات کے فرق سے ہے خار خار دل بیتاب ہے سینے میں آتش بہار دل
مردان نقل می کنند کہ در سورت آمدہ بود و چندہ ہر محل اقامت انگذہ
احرام بیت اللہ بر لب و زیارت حرمین - شریفین نمود - شہنوی او در تعریف بندر
مبارک سورت قریب یک صد بیت بہ ملاحظہ افتادہ در انجامی گوید -

بھری ہے سیرت و صورت سے سورت ہر اک صورت جو دکان انمول بہر
ختم ہے امرداں پر و صفائی و لے ہے بیشتر حسن نسائی
سبھا اندر کی ہے ہر اک قدم میں چھپا اندر سبھا کو لے عدم میں
شخصے معتبر یا فقیر نقل ہی کر دے کیے از شہرے دکن کہ صیت آغوش در افرا
عالم حال بلند است بر کنار آب نشسته بادہ پیمائی می نمود و دیگر ارکان مجلس ہم بقدر متبر
خود داشت - در شب بہ تاب مائل تماشا بودند - حقوٹا فقیر در گوشہ تنہا استہادہ
نظارہ می کرد کہ ناگاہ شاعر خرمیل در حالت سکر بادہ پیمائی آغاز تہاد و کلمات پوچ
از زبانش سرزدی گرفتہ راہ ازین و سید کہ و آئی چہ طفل بود و چہ بادہ گوئی نمود کہ اول
پر خوشی می گفتند - چہ چشایی از کسہ افتادہ و کسب در شہر خود هیچ کردہ ام

کیا کہوں تجھ قد کی فخری سردریاں کے حضور خود بخود سوا ہوا اس کو پھر کے کیا سوا کرلو

اما قدر داں کو اگر دین زمان ولی می بود از پیا پیخه رخسارش بیاہ می کردم ناد عجمی نگیس
بیانی نہ کند۔ ہاں بیارید دیوانش را تا از آب فرو شویم چنانچہ خادم او بہ موجب امر دیوان
ولی را بیاورد و او تمام ورق ورق را در آب شنا نمود۔ قصہ کوتاہ چوں صبح شد و آن نثار
نشہ از سر بردن رفت دیوان را طلبید کہ دیوانہ تصنیف خود کہ با خط خوب و جدول طلائی
تحریر کیا شدہ بود بہ شب از غلطی بیٹوئیدن آمد و دیوان ولی ہم چنان محفوظ ماند لاچار
از وقوع ایس امر عرق جملت بر آمد و سخن را بہ بلب آشنا نہ نمود و بہ تہائی سیر (الحاج
بہ درگاہ کریم کار ساز کہ شکستندہ غرور ہستمنے است) فرود در آمد۔ انا انکہ اہل مجلس
او بودند و آصف این رفتار را راست و دروغ برگردن را وی۔ محرر بطور بہ موجب
اقرار را وی بہ بیاض رساند و اللہ اعلم۔ کلیاتش دو ہزار و سی صد ابیات بہ نظر رسید

(چہستان شعر اص ۱۰۴)

۵۔ ولی دکنی شاہ ولی اللہ۔ صاحب گجرات و در شرعے دکن مشہور و ممتاز
است۔ گوئند در زمان غلامگیر بادشاہ بہ ہندوستان آمد متعین از شاہ گلشن گرویہ
از شاہ میر نجاتہ گویان او اول کہے است کہ دیوانش در دکن مشہور و مدون گشتہ۔
دگلزار ابراہیم قاسمی

اب کہاں ہے گاشگوفہ کا بہار
چشم بلبل اب جو جاری کرو
قرص سنہ لیکے شبنم سے انجھو
من ہرن میرا منزل ارم کیا

ولہ
اس نادی سیمبر کے کیوں کے جاؤں تیں
نیر از شعرا و بحیرتہ

آئکہ لاگی سو گیا سونا نہ تھا
راز دل آنکھوں نے سنا ہر کیا
بول بیٹھا اس شکر لب کا تمام
کیوں کہاں برو سے مل سوا ہوا
میں نہ کہتا تھا منزل دل نہ دے

ہو گیا وہ کام جو ہونا نہ تھا
ہائے کیا رو دیا رونا نہ تھا
زہر تھا یو صرف ٹھٹھلونا نہ تھا
چلے کش کو کیا مگر کونا نہ تھا
نقد ایا را یکاں کھونا نہ تھا

فرزل - محفلِ خاں، معاصر میاں آبر و بود، در سخن تلماش معنی تازہ می نمود
گویند مرا و آخر عمر جنو بہ ہر فراہ بخش طاری کشید و انتہا لے در جو اسش ساری - آخر
باستغاثے نوکری و ترکہ طاعت، اربابِ دول پر داختہ در شاہ جہاں آباد بہ زاویہ
خول ساختہ بعد چند سے نوئے ارجو شمسید درخت بہ ہر اے خاموشاں کشیدہ
(تذکرہ فتح علی گڑھری)

۲۔ چمنستان شادمان بھی اس کا ذکر نہ کر رہے مگر سن و عن وہی جو فتح علی کے ان ہے

(۶) حشمت

میر شمس علی خاں حشمت تخلص منصف دار از عمدہ بنجائے اہل ہند کہ در عصر
محمد شاہ شہر بہ غایت زندانہ و صریفانہ گفت - در دہلی وفات یافتہ - دوحس
از او مر قوم گردیدہ

سب جان اور جہان کا خداوند ہے الہ اس کے سہی میں سرخرو اور سار روپا
اے اہل زہد ستوں کو اس سے ہی اور راہ دیکھیں تو تم ثواب کرو ہم کریں گناہ
کل معرکہ میں ہم بھی ہیں اور تم بھی واہ واہ

ستوں کا تم سب سے جدا گھاٹ اور ہے ہمتاؤ اور دور راہ سے یہ پاٹ اور ہے
سوہ اجہاں ہمارا ہے وہ پاٹ اور ہے دوزخ ارم سے ہے پرے ٹھاٹ اور ہے
کل معرکہ میں ہم بھی ہیں اور تم بھی واہ واہ

اے زاہد عبت نہ رکھو میکشوں کو نام دیکھیں تو کس کو ساقی کو شر بلا دیں جاں
دیکھا بجاکے کون ارم میں کرے مقام دیکھیں تو کون مقدی ہو کون ہوا نام
کل معرکہ میں ہم بھی ہیں اور تم بھی واہ واہ

اے زاهد و بہت نہ کرو شور بس کرو اپنی کتاب کے تیل تم طاق پر دھرو
سب بندے ہیں خدا کے آپس مل بھرو بے پنج آج ستوں سے مت اس گھڑی
کل معرکہ میں ہم بھی ہیں اور تم بھی واہ واہ

اے زاہدان خشک تھیں فخر ہے ریا تبیح لیکے مت کرو ستوں کو بددعا
ہم تنگ سینہ صاف تھیں سب سے اجفا یارو ہمارا سپہ پنج نہیں کوئی حسینہ خدا

کل معرکہ میں ہم بھی ہیں اور تم بھی واہ واہ
 دونوں جہاں شاہ نجف کے ہیں ہم گدا
 کہتے ہیں سب میں آنکھ ملا صاف بڑا
 گو مست ہیں دو انے ہیں بے خود ہی ہوا
 ہفتاد و دو طریق سنو ہم میں یہ صدا

کل معرکہ میں ہم بھی ہیں اور تم بھی واہ واہ
 ہمست ہیں نزل کے نہیں اور کچھ خیال
 کہتے ہیں سب میں صاف ہی باز باغیال
 ہو وینکے کل کو ساقی کو شر سے ہم ہل
 اے اہل خانقاہ کرو ختم قیل و قال

کل معرکہ میں ہم بھی ہیں اور تم بھی واہ واہ
 شیع اور نماز ہے زاہد کار و زکام
 آخر کے تئیں خدا سستی ہم ہونگے ہم کلام
 افیون اور شراب میں ہمست ہیں مدام
 دیکھیں تو تم حلال کرو ہم کریں حرام

کل معرکہ میں ہم بھی ہیں اور تم بھی واہ واہ
 گر شیخ اور برہمن جیتے ہیں اس کا نام
 بیکٹھ اور بہشت کانت ہم کو ہے ہیام
 ہر آن بیچ کرتے ہیں مستوں پر اہتمام
 ہے شیخ کو سلام برہمن کو رام رام

کل معرکہ میں ہم بھی ہیں اور تم بھی واہ واہ
 میخانہ کی جو راہ کا شہمت شہید ہے
 اے اہل زہد ہم کو تاشائے دید ہے
 رندوں کا پیر پیر معائن کا مرید ہے
 تم جس کو حشر کہتے ہو دو ہم کو عید ہے

انسان کا تھا کام جو آدم کہا گیا
 انسان کا رخا نہ کا عالم بنا گیا
 انسان کو ازل سے ابدا لگ لگا گیا
 سب کچھ بنا کے اب ہی آپ لو بھا گیا

انسان کے گھر وندے میل خن و سہا سیک
انسان کی باب بہت بڑی ہوسوں لگ

احمد بھی دیکھ احدا کا دما نہ بچا گیا
انسان کی ہر کہانی جو تم بڑھتے لگتے ہو
اس تار کو نہ تو رو جیسے تانا لگتے ہو

منصور اسی پنوار کی کو سولی پہ لگا گیا
آپ ہی تھا آپ ہی ہے مہی
دل کوں مہنا کر کے جو کچھ کہہ سکے تو کہہ
ایک ہی ہے بھر رہا ہے وہی تو کہہ
جس کا سخن بلند ہے یا رو جو سنتے ہو
جس کا سخن بلند ہے یا رو جو سنتے ہو

۱۔ میر تقی میر علی خاں حشمت تخلص سید صبح النیب بود۔ پہا ہی عہدہ روزگار شاہ غوثی
و بیخیمہ فہیدہ سجیدہ و باہمہ بہ عجز و انکار پیش می آید جس نے بود کہ در دل ہم کس جاے ادعا۔
از خاک پاک دہلی بود در بغل پورہ سکونت داشت۔ برادر گلاں او کہ میر و ولایت اللہ خاں
باشد از مقدمات روزگار است دیر نیست کہ ترک روزگار کردہ خانہ
نشین است۔ گاہ ہے فکر شعر ہم می کند۔ بر فقیر شفقت و عنایت بیایے می کند
خدا در حفظ خودش نگاه دارد و آن مرد از نام و بی روزگار زنا ہنچار خوشا فوت شد۔ خدا
بیامزد (نکات الشعر ص ۷۹)

۲۔ نکتہ سنج و الاظرف میر تقی میر علی خاں حشمت۔ مرد سے سپاہی پرست درست
اندیشہ گو ہر حالش از بد حال است و دل رنگین خیالش بنبایت رخشاں شمعش دل رن است

انسان کا نور محض بتایا ہے آپ کو
 ایسا آدمی سے لکھایا آپ کو
 یعنی تمہیں میں ہو کے چھپایا آپ کو
 پھر آپ ہی آپ پاس گنوا یا آپ کو
 دیکھو تو کیسی وضع سے آپ آجبت گیا

اس نور سرمدی کا مظهر خطاب ہے
 اس نور کا ظہور علی آفتاب ہے
 اس نور کا حسین و جن آفتاب ہے
 اور کیا کہوں سبوں کی بل میں کیا ہے
 کب کھول کھول دیکھو تو کیا کیا لکھایا
 اور کیا کہوں میں اس مدعا کی باریا
 ذرے کو کیا جو کہہ سکے کچھ آفتاب میں
 اچھٹا نا ہے کوئی دم جا نہیں
 اس فرصت قلیل کیا دوں حساب میں
 میں اس میں گم ہوا کہ وہ مجھ میں سما گیا

دلکش بلند بہ کمال خوش خلقی و فراخ و صلی ذلیت کی کردہ و دست حال می گزارانید
 دیوانش فقیر سیر کردہ و چشمے آب داد و ستدا کہ دران تلاش معنی تازه کردہ و الفاظ نگین
 بروئے کار آورده است۔ اچھا ناز عینہ ہم می گفت (تذکرہ گردیزی نمی)
 ۳۔ چشم علی خان شہید تخلص می کرد۔ اعلیٰ از شاہ جہاں آباد است۔ پد رنور گویش
 میرانی نام از مردان شہر بود۔ گاہ گاہ دوسہ شعر عینہ و فارسی با کمال تازگی می گفت
 و در سلک ہر عصرش گوہر معنی ناباب می شفت۔ قبل ازین ہفت سال بہ مرگ دفعۃً
 از جماعت رفت۔ او تعالیٰ رحمتش کند (نثر نجات صفحہ ۳۷)
 ۴۔ چہستان شعر میں نکات التذکر کی عبارت تمام و کمال نقل کردی گئی (اور کوئی
 نئی اطلاع نہیں۔ (س۔ م)

جو وہ نہ ہوتا کچھ بھی نہ ہوتا قرآن میں والہ بھر رہا ہے وہی جسم و جان میں
یہ بات ہے نبی کی ولایت کی شان میں جو تھا خدا کی راہ کا منصف جہان میں
صلوۃ بر محمد کہتا چلا گیا

(۷) مضمون

مضمون عجب شاعر متوکل بودہ، متوطن احمد آباد۔ اوست بھلا یہام

رنجیتہ اوست ہے

| | |
|------------------------------|---------------------------------|
| بہر کر کوئی کہے اس ماہ سیں | کیوں نکلتا نہیں کبھی اس راہ سیں |
| چھوڑ دے نگا آخر اپنی ماں سب | کیا نہیں ڈرتا ہے تیر آہ سیں |
| شرم سیں پانی ہو سب جاویں قیب | گر مرا یوسف لے آچاہ سیں |
| اس گدا کا دل لیا دلی نے چھین | جا کہو کوئی محمد شاہ سیں |
| اے صنم مضمون تو بندہ تھا ترا | کیوں بھلایا اس کو عشق اٹھیں |

۱۔ میان شریعہ الدین مضمون تخلص مرثیہ بودہ۔ نوکر پریشہ، متوطن جاجپور کہ قصبہ

است متصل اکبر آباد۔ حریف ظریف، ہشاش بشاش ہنگامہ گرم کن مجلس ہاں خدیگ گو بود
لیکن بسیار خوش فکر و تلاش لفظ تازہ زیادہ۔ دیوانش بہ ہمہ جہت دو صد بیت خواہد بود
از شروع جوانی بہ شاہجہاں آباد آمدہ و در زینت المساجد سکونت داشت۔ آخر الامر ہمیں
جافوت کردہ۔ از احفاد حضرت شیخ فرید شکر گنج جو نور الدین مرقدہ چانچہ می گوید ہے

کریں کیوں یہ محشر لبوں کو مرید کہ دادا ہمارا ہے بابا مسترید
شاگرد خاں صاحب سراج اندین علی خاں صاحب است چو زندان او بہ بدست

افسوس سے صاحبِ پٹ لیتی ہر کھٹ کو لٹکا کس ساحروں سے کیکھا زلفوں نے تیری لٹکا
تجھ خسرو جہاں کا ہے شور مرو و زن میں فرما واپس کو چیر اشیریں نے سر کو بیٹھا
ہمہ افتادہ بودند نکات الشعر احد ۱۹

۱۔ بری شاہدہ معنی مفتون شیخ شرف الدین مضمون از شعر ہے قرار دادہ ریختہ است
مشق سخن از مرزا مظہر و خاں آرزو کردہ۔ از بنا مر حضرت گنج شکر است چنانچہ گوید
کریں کیوں نہ مشکریوں کو مرید کہ دادا ہمارا ہے بابا مسرید
با وصف بروقت پیری و فرط ضعف و ناتوانی ناموسے بود بجابت گرم جوش
و چسپاں احتلاط۔ ہر گاہ دندانہ رخسند چنان آرزو از مدح شاعری وانی گفت
بہر حال شعرش خالی از نزاکت نیست (تذکرہ گریزی قلمی)
۲۔ شرف الدین مضمون تجلص از فرزندان حضرت شیخ فرید شکر گنج قدس اللہ سرہ
یہ جمیع صفات موصوف و ہمہ خات معروف بود۔ مولدش جائے است در نواح
کو الیاری کہ اورا جاجوی گویند چون سن شریفش از چہل متجاوز گردید دست از قید
علاق بر داشت و قدم در راہ آزاوگی گذاشت۔ لب دریا مسجدے است مسمی بہ زینت
اور امکان خود قرار دادہ یہ توکل من گزارند بکدیلین و خوش صحبت بود اکثر از مردم بخیا و نحو
روز بطریق سیر و حلقہ مجلس وارد می شدند چنانچہ سعدی گوید

ہر کجا چشہ بود کشیریں مردم و مورد مرغ گرد آیند
یہ وقت موعودہ سر در پردہ اختفا کشید و بہ عالم قدس ماس گردید خدائش سابر
شعر بخیر را بہ تلاکش الفاظ و معنی تازہ می گفت۔ (مخزن نکات صلا)
۳۔ شیخ شرف الدین مضمون شاعریت زودرس و سخن پردریت معنی کس

تجربہ یونہی کے کارن سب میں جدا ہوا ہوں
مستقل رقیب سستی میں بارہا کہا ہوں
چھپ کر خالقوں سے آس طرح پلنگ پر
دیکھ اس کی بیوفائی ہوتا ہے کیوں تو اٹل
پاکار میٹ اپنا مثل تنور مضمون

میں چھپا جتا ہے خالی جو تو پر ہے ہر کھٹکا
ترا ہوں اس دکھوں سے جاتا ہر جان نکلا
جو کوئی سے نہ جانے تیرے قدم کا کھٹکا
دلبر رہی بھلا ہے جو ہو دے اپنی ہٹکا
اک قرص ناں کی خاطر کیوں تو پھر ہے بھٹکا

مراد دل تھا ترے گلشن کا مالی
نظر آتا میں وہ ماہِ رحسار
رقیبیاں مجھ سے کرتے ہیں نوکال
کہلے ہیں بدن تو ات مجھ سے
ہوا جگ میں مضمون شہو ترا

محبت اس سہی تو کیوں نہ ڈالی
گزرتا ہے مجھے یہ چاند خالی
طرح لڑنے کی ان مرغوں نے پالی
تری دیہی ہے کس سانچے میں چالی
طرح ایہام کی جب سین نکالی

مضمون شیریش شرف بر نبات می وارد و کلام شکریش مذاق جان را لذت خاص محض
اصلاح سخن از مرزا مظہر و کسراج الدین علی خاں آرزو می گرفت و گاہ ہے یہ تعفن گوہر سخن
یہ سلاک نظم می مفت چنانچہ دلیل کم گوئی خود می گوید ہے

در دہل سے جس طرح بیار اخصا ہے کراہ
اس طرح ایک شعر مضمون بھی کہے ہی گاہ گاہ
دیہاں سے گردیزی کا بیان نقل کیا ہے اور اس کے بعد لکھا ہے کہ دیوانش یہ جمیع اصناف
قریب صد بیت بہ ملاحظہ و آراء از سخن معلوم می شود کہ از اولاد حضرت شیخ فرید خجندیہ شکر

نفس سرور است چنانچہ خود می گوید ہے
لب شیریں سے دے مضمون کو میٹھا
کہ ہے فرزند وہ گنج شکر کھا

(۸) عبد الرحیم

محمد شاه بادشاه علیہ الرحمہ بادشاہ و محمد زنگین فراج بوده که احدی
در سلطنت اذیت به نوع نہ رسیده و اہل سماع را تہایت دوست می داشت
صاحب سخن بود و طبعش را غلب فراج نیز بود چنانچہ در آن ایام عبد الرحیم
نامی از اہل کشمیر حاجی بود و نام خود را ادب کر لیس قرار داده ہر کس کہ شعری
خواندنی بحال در جواش شعر موزون بطور مسجع و طبع ہدیہ میخواندہ روزی
پادشاہ طلبیدہ با یکے از اہل محفل اشارات خواندن شعر نموده چنانچہ امیر خاں
مرحوم این شعر را بر زبان رانده

| | |
|---|------------------------|
| آہ من العشق و حالاتہ | احرق قلبی بجزاواتہ |
| ناظر العین الی غیر کم | انتسم باعد و آیاتہ |
| شعر مذکور کہ با تمام رسید او مگر لیس بدیدہ در جواش خواندہ | |
| آہ من الادوہ بکاراتہ | از کمرش برگرد بچھاراتہ |

بند
سلطان قسم شدہ انعامے بخشیدہ و تیاریج بہت و ہفتم شہر ربیع الثانی در
شہ یک ہزار و یکصد و شصت و ہجری از مدلی انتقال نمود از آن نختہ اوست
گنج محقق کی نہیں گنجی ہے بسم اللہ بن فضل دل کھلتا میں ہر گنا ہمارا آہ بن
رو ذیل اکھوں سو جادی ہر دنی نامے نقتا بادلی ہو گئی ہے یوسف کی زلیخا چاہ بن

(۹) میکرو

میکرو عجیب مرد لطیفہ گو و خوش خلق۔ از شاگردان رشید میر مبارک
آبرو باندہ دہلی است، در یک فرد سرانجام بیار آورده و نام پیغمبران
علیہم السلام بطور ایہام موزوں ساختہ
حسن داوودی سلیمانی نین رخ یوسفی عیسوی گفتار زلفیں یونسی موسی مکر

میکشور روح ہزاری تو کہیں شاو کرو شیشہ سے کہیں بھولے تو ہیں یاد کرو
(۱۰) میکرو

میکرونگ مرد درویش صاحب کمال بود از جملہ غلامانے و اعظمی کز رنگ و
میکرو بودہ۔ طبع زینگیں داشت۔ ریختہ سے
میکرونگ پاس او نہیں کچھ رہی بباط رکھتا ہے وین جو کہو تو مذکور سے

۱۔ میکرو تخلص مردے بود شاگرد میاں آبرو براہمیش اطلاع ملائم کرد و سر مرتبہ بر آس
ریختہ دیدہ ام با ناکہ ہیجان فنی ریختہ بود و لیکن خود را خود ہمہ دان می شمرد و نکات اشارت
۲۔ عبد الوہاب میکرو۔ شاگرد آبرو است فکرش جستہ است و شعرش شرت و تذکرہ موزوں
۳۔ عبد الوہاب میکرو شاعر خوش گو و شاگرد میاں نجم الدین آبرو است اشارہ لا ویر
و سخن بلے سوز انگیز بسیار می دارد دہلیستان شعرا ص ۲۲۶۔

پرودے کیوں نہ ہر اک بال میں موتی و جھپٹسی
صبح و آفتوں کی روشن ہے شب بستی میں مٹسی

(۱۱) فائق

کلام فائق فائق است از اکثر شعراء نواح دہلی رنجیت آزاد است سے
بزرگ نگہت گل قوت جاں ہو یا گلو کی شب آرام دل ہو عاشقوں کو یاد اس کی
تری نگس کٹوری اور پہلی انہماکی ملک کے ماتھے میں ہے مونہ تیری تیغ ابرو کی

۱۔ مصطفیٰ خاں یک رنگ شاعر رنجیت، معاصر میراں آبرو۔ می گویند کہ بسیار چہاں احاطہ
و اشتنائے قدرت بود از احوال او خوب اطلاع نہ دارم (نکات الشعراء ص ۱۸)

۲۔ معنی یاب بے درنگ مصطفیٰ خاں یک رنگ با آبرو ہم طرح بود و تلاش معنی مانہ
منوہ۔ رتیر بخش ملید است و یا نہ بخش راجند (تذکرہ گردیزی)

۳۔ مصطفیٰ خاں یک رنگ معاصر میراں آبرو است۔ بخودت خاں آرزو مشق سخن می کرد
ایات دیوانہ چکی و تاحی قریب پانصد شعر خواہد بود۔ سوائے ایں کہ تیسو خاں چہاں لعلی
ست و در ملک طرازان یا شاہ خدک بود و دیگر احوال معلوم نہیں (نکات ص ۱۶)

۴۔ مصطفیٰ خاں یک رنگ از معاصرین آبرو است۔ بخش خوش قاش بکراں می دارد
طبعش عالی تلاکش فرواں می نماید۔ گویند کہ دہن رضا داشت و باہر کے طریق احسن بلوک می
ی گزاشت۔ یو گچی اخلاصش از تخلص او پیرید و خلق مجیدی از ناشی ہویدا است
(چستان شعر اصل ۲)

(۱۳) حاتم

حاتم محمد حاتم، باشندہ حضرت ولی مرد صاحب اہمیت و طبیعت عالی دارد
و بخل در دادن سہرہ گزینہ کردہ و در ایں امر کہ فی تحقیق سخن درست یہ مشاہرت
گوئی از حاتم بردہ صدفہ دارد۔ چنانچہ شہنوی اور در صدر کتابت شدہ بخط اول
از دست

مت پریر دریاں عالی کو دیوانہ کرو در بندوں کے جگر کی آہ ٹپک جانا کرو
زلف خواباں میں چو چاہو ہونگاہ کی دہرس پنجونہ تر گاں کچیں اپنا تیا شانہ کرو
شیعہ رویوں کی لگن میں جل کے خاکستر ہوا عشق کے کشور کا میرے نام پر دانا کرو
پیر چاہو ہو تو آکر رشتہ اخلاص میں چھوڑ دو بیچ واپسے من کے لیں دانا کرو
دوستوں کے حق میں دشمنوں کی بات کو تم سمیٹتی لکھتا ہے حاتم من کے مت مانا کرو

(اولہ)

کافلیا کیوں کر ہے ہم سے ہو کر اہم حال میرا دیکھ لے کر سلے خود کام کم
دور میں تیرے من کی برستی عالم اہم کیوں نہ ہو غم سے سرگرداں بیکر عالم غم
کیا ہوا گونچ کھا کھا دل میں ٹھٹھا ہر گز تاکیا اس میں جو مارے زلف میں آدم کم

۱۔ شیخ محمد حاتم حاتم تخلص شاہجاں آباد است، می گوید کہ من با بیان ابرہہ
طرح بلوہم نہایت جاہل و سگن و قطع وضع، در آشنائے خدا درو۔ دریافتہ نمی شود کہ ایں
رنگ کہن بہشتی عری است کہ بچہ من دیگرے نیت یاد وضع او میں است۔ خوب است تارا

جو صدا آتی ہے باتوں کی تیری بھولان میں
ہیں اس سخن تیرے کے تیں الہام ہم
جیوں کہا قاصد پہل حاتم بلایا تو مجھے
دل سیتی جاتا رہا سنتے ہی یہ پیام ہم

(ولہ)

خلق کی گریں آنکھوں میں پڑے ہیں جوئے
تو بھی بکھی ہے جسے اس کو گئی ہے روئے
دل شکستہ نمود ارگل کی فن شادی میں
ناریں خنجر دین میں کر اگر شکستہ بوئے
دل عالم کو گرفتار کر کے بچوں میں
گرہ زلف اگر کھنکھیں برید و کھوئے
نہ گھٹے ایک قتی وزن میں الا ماشاء
گر مرے من کو جو سون کے رہا توئے
دو دھڑے عشق کے میدان میں قدم کھاتم
ہات اپنے کو جو کوئی خون جگر سے دھوئے

(ولہ)

تجھ بن جان تھی جان مری جان کیج
آن کے چہرے بلایا تو مجھے آن کیج
ایک ن بات لگایا تھا تیرے دامن کو
اب تک سرے خالہ میں کرمان کیج
ہوئی زبان لالی ترے ہاتھ دکھاتے ٹیرا
کیا فنوں پرچہ کے کھلاتے تھی تجھے کیج
وینز شہنوی الہام در تعریف حق بہ عجب کیج
تو اب بستا دوست سے
تو با کو کو دجیا تو کیا سبب ہے
لائے گرمیں اور کیوں گڑ طلب ہے
طلب نہ گڑ کی اس کو اس سبب میں
لاوے گراٹے لاسن کے لب میں

یا تنہا چہ کار - شعر بسیار دارد - دیوانش تار و لطف میم - دست آمدہ بود و پارہ اشعار
آن نگاشتمی شود - بامن کشتمی یگانہ است (نکات اشعار ص ۴۹)
۲ - ایراز منی را ملهم محمد حاتم - بر بخود میزند و سیاہ متان می رود

لاجب گڑ گڑا کو نام پایا
 کہے جھٹینا کر کیوں چلے ہو
 اگن کو اب نے میں بے بجاوے
 تبا کو نے کہا حق سے جل کر
 اگن میں جان کہ جو جی جلا دے
 مری شکست سے آتش تاب نے ہو
 اگن میں بھول اور رٹھی چل میں
 کنول میں کو لکہ مثل اسو نہر ہے
 ناحق نے تبا کو کا احوال
 کہایا نیچے سوار زروات
 یہ سن من مار غیب پہنچ کہا کر
 کہانے میں کہ نے شب کی خبر کہ
 پیا ہو ہسر باں حشر پلایا
 لگا وہ لب سیتی یکدم میں بی نے
 دگا ہمال تب حق حق پکارا

ہر کر نے چاہ کر تب منع لگایا
 کہ گنگا جل ترے پاؤں تلے ہے
 دگر نہ باعث جلا بتا دے
 برہ کی بات ہے سن تو سنہل کر
 جس میں عشق کے تبا گل کہا دے
 اگرچہ نام اس کا آب نے ہے
 گل خورشید ہے مثل کنول میں
 بھنور پر تپیرا سر پوش زر ہے
 جگر کے خون سے رو کر بھرا تال
 کہ ہنگام کام ہم سب کا ترے مات
 جہیں پر چیں چڑھا سینہ دکھا کر
 اس کے دل جلوں اور نرطسہ رکھ
 کرم کر لے کے نیچ موٹا لگایا
 غریب اب کر دیا عالم میں بی نے
 کہ جیوں منصور پھر آیا دوبارا

زاد و پریش شاہ جہاں آباد است و طبع صوفی نشاندہ و قلب سخن را تعداد۔ (تذکرہ گردیزی طبعی)
 ۳۔ محمد حاتم۔ حاتم مخلص۔ ہم صحبت میاں مضمون دہرہ است اصل و مضافہ شاہجہاں آباد
 است و در روزگار سلطنت محمد شاہ بادشاہ منصب ندیری و خدمت بکامالی نواب عمدۃ الملک مضمون
 پایہ اعتیاد داشت۔ یہودت اوقول روزگار بنود با کمال آزادی گی گذرانہ کلپا آتش خفیم است

نہ حقہ میں صدائے سرسری جان
بجایہ حقہ ویچے میں لے ہے
نہ لے پر سا لوی برہانپوری ہے
نہیں حقہ مگر افغان پسہ ہے
زری کی اینڈ دی حقہ کی کینال
کمند دست محبوباں یہی ہے
یہی ہے یار یا رودل جلوں کا
یہی ہے درو میں ساتی بھوں کا

کھنیا مات گویا بالندی جان
چو مطرب مات چھلے دارنے ہے
کہ جیوں کالے پہ کالی کھچیل ہے
کہ چیرا کو چکی کا سر اوپر ہے
رہے ہورات دن ماند خلخال
انہیں وہمدم خواں ہی ہے
یہی ہے درو میں ساتی بھوں کا

و ابیات دیوانش قریب چار ہزار بیت از نظر گذشتہ۔ شغروب جتہ جتہ ہی برآید۔ حق تعالیٰ
سلا متشل دارد (مخزن نکات ص ۲۴)

۴۔ شیخ محمد حاتم۔ حاتم تخلص عمدہ نکتہ پردازان و علامہ سخن طرازان است۔ نکات بخش
سازگی بخش دہلے محزون و خیالات دل نشیں از نزاکت معانی مستحون۔ اشعار دلاوریش گلزار
ایمن و بہار تان طبعش اشک افزائے چمن است مثنوی حقہ کہ بہ جعفر علی خاں زکی محمد شاہ بادشاہ
فرمایش نموده بود از دو شعر موزوں شدہ دیگر سرا انجام نہ یافت شیخ محمد حاتم بہ اکام رسانید۔
بہ نظر امعان جلد ہی بیت است۔ دران جامی گوید

کہا یہ بچے یہ سب کی خنبر رکھ
توپنے دل جلوں او پر نطس رکھ
پیا ہو مہرباں جس دم پلایا
کرم کر لیکے خچا منہ لگایا
لگانہ نال تب حق حق پکارا
گویا منصور بھپسہ آہا دوبارا
نہ حقہ میں صدائے سرسری جان
کھنیا مات گویا بالندی جان

بچوں کو اس کا پینا سودھے گا دھواں طفلوں کے حق میں دودھ بیگا
 نہ بولے آپ میں جب لگ نہ بولو کھلے نہ بیج جب لگ نہ کھولو
 بہت ساجگ میں حاتم دھونڈ آیا پھر آیا دوسرا مہدم نہ آیا

(۱۳) آبرو

میر مبارک آبرو تخلص درایام محمد شاہ بادشاہ ترک منصب و دنیا کردہ بود
 متوکل و صاحب دیوان است - اشعارش در تمام ممالک محروسہ مشہور و معروف
 خصوص در دار الخلافہ شاہجہاں آباد مستثنیٰ وقت است -
 رستم اس مرد کی کہاتے ہیں قسم زور و دل کی تاب لانا ہے جو کوئی عشق کے جھکچھور کی
 قادری جب سے سچی بریں سخن ہوئی داغ عقل چکر میں گئی دیکھ کے چھبڑوں کی
 لب میگوں پر سیر سخن کے نہیں خاسیا ڈار ٹوٹی ہے مٹھائی شکر خوروں کی
 گانا نچو کاٹی ہے مے دل کی تری آنکھوں دو پلک میں یہ کترنی ہے مگر چوروں کی
 قدرواں حسن کے کہتے ہیں اُسے مردہ دل مانوئی چھوڑ کے جو چاہ کرے گوروں کی
 آبرو کو میں کم ظرف کی صحبت کا داغ کس کو برداشت ہے ہر وقت کے کٹر کی

و

نہیں گھر میں فلک کے دل کشائی کہاں ہوتی ہے یاں میری رسائی

بقیہ گذشتہ
 نہ نے پر راولوی بران پوری ہے کہ جیوں کالے پہ کالی کھچیری ہے
 بوقت تحریر اس چند ابیات دیوانے ضخیم از و بدست آمد (چستان شہر ۱۳۴۱)

کریں جو سبندگی ہوویں گنسہ گار
نرالی ہے بتوں کی کچھ حسد الی
تم اپنی بات کے راجا ہو پیارے
کہے سے ہوتی تم کو ضد سوائی
فوج کرنے کو ناحق بے کسوں کے
بتا تیری مکر کس نے کسائی
رہیگا نانو کیونکر آبر و کلا
گلی اس راہ کی جب اٹھ آئی

ولہ

آیا ہے صبح تیندے اٹھ رکھا ہوا
جامہ نگے میں رات کا پھولوں لبا ہوا
کم مت گنو یہ نخت سیاہوں کا رنگ
سونا وہی جو ہو دسے کسوٹی کسا ہوا
قامت کا سب جگت بنے بالا ہوا ہونا
قد اس قدر بلند تھا رارسا ہوا

۱۔ میاں نجم الدین عرف شاہ مبارک مخلص بہ آبر و متوطن گوالیار ضلع حضرت
مظلوم غوث گوالیار ہی است۔ قور اللہ قبرہ از ابتدائے جولائی در شاہ جہاں آباد آمدہ چنانچہ
مشرع سخن ہم ایجا کردہ۔ شاگرد خاں صاحب سر لاج الدین علی خاں ست۔ آدھم پوشی
روزگار دجال شہار یک پیش از کار رفتہ بود۔ شاخصہ نامہ گوئے رنجیہ می گوئید کہ طبع
شونے داشت عرض معنی وقت خود بود کہ عہد محمد شاہ بادشاہ۔ جد اش منقرت بخند
(نکات الشہرہ ص ۱۹)

۲۔ شمع مغل گفت و گو شیخ نجم الدین مبارک آبر و گو ایہ متوطن دہان بنزم ارکے
معنی است و خاطرش گنجینہ گوہر خزانہ فی۔ تھا کہ معنی تلاش را بلاق بلند گذاشتہ و با متعلق
مملکت سخن رایت مشاہی افرامشتہ۔ دنا رتول دے بہ رفاقت حضرت ابوی دام ظلہ
بہر بردہ و بہ جائزات نمایاں موصول گردیدہ (تذکرہ گردیزی قلمی)

زاد کے قد کے خم کو مہر نے جب کھا
تب کلاک با تجبیج اچھا سو عرصہ ہوا
زاد ہے آج مجمع رنداں میں نیم جاں
خروگوش جیوں کہ پھیریں آدنا ہوا
یوسف کو اپنے اور گیا کیلنج چاہ سے
مضمون جذب عشق زلیخا رسا ہوا
لے آبر و اول سے سمجھ بیچ عشق کا
پھر زلف میں گل نہ سکے دل بھینا ہوا

ولہ

کیا اداسے وہی ہوں شکی ہے
کہ مرے دل میں جا کھٹکتی ہے
زلف کی شان کھ اوپر دیکھو
کہ گویا عرش پر لٹکتی ہے

۳۔ شاہ مبارک مخلص یہ آبر و مرے یاد درویش نش قندر مشرب متوطن گویا
از فرزندان محمد غوث۔ بعالم من پستی است بہار تمام داشت چنانچہ شوی صد و پنجا
بیت در باب تعلیم ارایش خواں روزگار بسیار سداست موندوں کردہ است با بجلد شعر
زیختہ بوضع خود بسیار موطی گفت و شرح سخن بجدت سرانج الدین علی خاں آرزو کرد
کہ بالفعل در فضیلت و کمال ز نقش تصور نیست، حق تعالی سلاقتش دارد و زیادہ بریں
از کلمات آں زرگویش من بچہ پاں چہ نوید کہ شمار قطو آب باران نمودن و سیاحت
افلاک پیروں است۔ ہر چہ دماغ ہنچو شخص بہر گیتہ و فانی کند لیکن دعوت اخلاقی
ابجدیت کہ شرمیاں آبر و را بہ نظر اصلاح ملاحظہ فرمودہ بلکہ گام گاہ وید پاس خاطر او
فرہم دوسہ بیت انیں قبیل ہی فرمودہ (مخزن نکات ص ۱۲)

۴۔ شیخ نجم الدین آبر و آبر و بخش بزم سخن و سرخروے معرکہ این فن است
ستان گویا آبر و آب پاشش شخص اب و زنگے نازہ گرفتہ دہنال ہستی او مدتے دراز

کیا ہوا اگر چہ مرگیا منہ باد روح پتھر سے سر پہنکتی ہے

ولہ

کیا تھر ہے پیارے رنج کا ترے ٹکنا پھر تھر پر قیامت اس زلف کا ٹکنا
 ملا کے مین پیارے اسپند کر جلا دے کیوں مارا تپے نازک حسنا پر پٹکنا
 جس گال کی صفا پر نظریں نہیں ٹھہرتی اس گال پر عجیب ہے دل کا مرے ٹکنا
 ابرو میل تن پر تل کا رکھا غلیب ہر زاغ بوا اہو کس کا مشکل ہوا پٹکنا

طراوت پذیر فتنہ در معنی یا بی بدیواں موزوں خیالی داد سخن میدہد و گلگشت خیابان اشعار
 انشراح فراواں بہ نگار گیاں می بخشد۔ متانت الفاظ و ذراکت معینش بر سخن فہمان
 انصاف درست روشن است۔ اشعار اہام بسیار میدارد و مرزا رفیع سودا
 اور اور مقطع یاد می کند و می گوید۔

نہ کم طرف سے ہرگز بقول آبر و سودا کہے برداشت ہے ناحق اٹھائے کوئی کھڑا
 می گویند کہ در عہد محمد شاہ بادشاہ تاج زندگی بر سر می داشت مثنوی او متضمن
 بر ترغیب آراستگی معشوق کہ جلد یکصد بیت خواهد بود بہ نظر در آمد مطلعش اسیت
 ہے سزاوارش وہ با کمال جلوہ گر جس نے کیا حسن اور جمال
 حق کہ شاعر شیریں مقال و معنی یاب میں خیال است و دو مان وجود
 ہستی آواز چراغ سراج الدین علی خاں آرزو ضیا گرفتہ و لو لوئے گراں پہا سخن
 را بہ نہایت آب و تاب در رشته نظم سفتہ بہ نعتیہ دیوانش بہ نظر در آمد۔
 (چہستان شمس ص ۵)

منظر (۱۴)

مرزا منظر جانان منظر تخلص کہ اشعار فارسی و ہندی اواز بلاد ہندوستان
 تاد کہن زبان نزد عالم انہر من انہر است از دوست
 اس گل کو بھینا ہے مجھے خطا صبا کے ہاتھ اس واسطے پڑا ہوں چین میں ہو کے ہاتھ

۱۔ مرزا جان جان منظر تخلص ہر دیت مقدس منظر درویش عالم صاحب کمال
 شہرہ عالم بے نظیر منظر کرم جلش از اکبر آباد است۔ پدر او مرزا جان جان نام داشت
 از فرط شقت مرزا جان جان می گفت۔ ازین سبب ہمیں اسم موسوم است بندہ بخت
 ابد رفتہ سعادت از دور گشتہ است۔ اکثر اوقات در یاد آہی صرف می کند خوش تقریر و بیاد
 است کہ در تحریر نمی نخبند۔ دیوان منظر شعر فارسی او بہ نظیر مولف آمدہ است از سلیم
 و کلیم جانے کی ندارد۔ اگرچہ شعر گفتن دوس مرتبہ است لیکن گاہے متوجہ این فن بے حاصل
 نیز می شود۔ انعام اللہ خاں یقین و خیر کہ شاعر رنجیہ انداز شاگردان او نیدہ غرض مرزا
 غیب کیے است (نکات الشرا ص ۵)

۲۔ ادافہ معنی پرور مرزا جان۔ ناں منظر جلش از معمرہ بخارا و مولدہ و نشان
 اکبر آباد اش بہ شرافت نب و قبالت (۱) حب موصوف است بہ مکارم اخلاق
 شریف معروف۔ چنانکہ ذاتش منظر تجلیات الہی است و منظر انوار فیوضات
 غیر متناہی۔ از بدو حیات الی یومنا ہذا کہ عمر شریفش بہ پایۂ اشخس خلطہ میتین
 از بلۂ فشی بہ توکل و انز و البری بردہ و از والایہی مراستفا بہ باو شاہ و دوزب
 زدن ساختہ۔ منکلی مند و اغت و مربع نشین چارہ اشخس غزلت از انجا کہ انہر

جلتا ہوں میرزا کی گل دیکھ ہر سحر سورج کے ماتھے چور می پیکھا صبا کے ماتھے

(بقیہ گذشتہ) تفعہ و حایت :- خطے وافر دارد و از کتب سیر و تواریخ بہر مستکاثر ترش
از بلند ہمتی بہ شعر و شاعری فرومی آید۔ و این مشغلہ ہمارا سرمایہ افتخار فی انکار و نہ چنانچہ
اکثرے از اشعارش از راہ بے پروائی از صفحہ خاطر محو شدند و برخے از عدم اعتنا و توجہ
بایں فن مجبور اتر کشند۔ لیکن چون عشق سخن سرشتہ لب و سخن است و ہر معنی جاگیریں
دلش از فرط ابتلائے عشق معنی ہر گاہ از صحبت صوفیان خانقاہ و مستقیدان خدا
خواہ فرشتہ دست بہم می دہد متوجہ شغل بے جاں می گردد۔ و مرزا منظر فارسی دو
میدان و دانا و مملکت بیان است چہ شعر فارسی اش بغایت لطافت و نظم ریختہ
اش نہایت جذوبت۔ (تذکرہ گردیزی طلی)

۳۔ مرزا جان جانان منظر سلمہ اللہ تعالیٰ عالم و عالم عارف کمال سرآوردہ ارباب
تحقیق و پیش رو اہل تدقیق است۔ در ظاہر دیباچہ ہر تہ ریف و ششائے عظیم دارد
در اوایل جوانی کہ مقصداً آں ظاہر است بہ شعر و شاعری مشغول بود۔ آخر جا
خود را از ان اندیشہ بازداشتہ بر سجادہ طاعت بہ فقر و قناعت می گذراند۔ ہوش
آتش مصروف تکمیل اہل ارادت می باشد۔ بایں چند بیت ریختہ و غیرہ تلامذہ این
برائے تعلیم انعام اللہ خاں یحییٰ موزوں کرد۔ (خبر نکات ص ۲۲)

۴۔ میرزا جان جانان منظر سلمہ اللہ تعالیٰ بادیہ کوشش خمتانہ معنی و جرمہ چشما
سختدانی است۔ فیقر ترجمہ احوال آں علامہ سخن پرداز مفسلاً از تذکرہ قبلہ برحق
حضرت علامہ علی آزاد مدظلہ العالی می طراز دہ۔ و ایں گلدستہ ریختیں راجحین افتخار خود
شناختہ زمل انجم۔ راز کہ "مرزا منظر سلمہ اللہ تعالیٰ" تلامذہ صفحہ ۱۰۰۔

آزاد مهورا ہوں دو عالم کی قید میں مینا لکھ ہے جب سینی مجھ بے نوا کے ہاتھ
 (بقیہ گذشتہ) و مشرق صبح آگاہی شاہ مند فقر و فناء مقیم استان توکل و استغنا
 نام و الداجد او میرزا جان است ازین جا و جہت میہ او توان دریافت - انام و تخلص
 گویا غایت ترجمان اسرار قیمی مولانا ہے رومی است کہ پانصد سال پیش ازین حد
 دفتر ششم شنوی ارشاد فرمودہ کرامتہ نمایاں بہ حضار انجمن استقبال و انودہ بیفتہ
 جان اول مظهر درگاہ شد جان جاں خود مظهر اند شد
 لیکن نام او بر السنہ میرزا جان جان جاری شدہ این اسم ہم معنی بلند دارد -
 فقیرا میرزا ملاقات صوری صورت نسبتہ اما غائبانہ اخلاص کامل است ہمیشہ
 بہ آمد و رفت مراسلات عظام کلامی حاصل - میرزا جامع فقر و فضیلت سخن گسری است
 و در قبضہ اسم خود روح الروح معنی پروری عروس متعال را بہ شاطلی و نہش
 طرز تازہ و تصویر خیال را بہ ترکیبی فکرش حسن بے اندازہ - شملہ آوازش آتش زن
 خرمینا و شوخی اندازش شور انگن انجمن با فقیر در آنالے تحریر این کتاب تکلیف
 ترجمہ کرد - میرزا ترجمہ خود و اشعار آبدار بہ تحریر در آورد و مستاح نقیصہ از انقاس زمین
 ہدیہ دوستان ساخت - نسخہ چہ سبتہ این است - فقیر جانجاں تخلص بہ مظهر بر میرزا
 جان جانانی تخلص علوی نسب ہندی مولد احنقی مذہب نقشبندی مشرب شد -
 و در عشرہ اولے ماتہ ثانیہ بعد الف و لا دیش اتفاق افتاد نشو و نما ظاہری
 بلکہ اکبر آباد یافتہ - تربیت باطنیش در محراب شہ جہاں آباد از جناب میگرد
 بلاؤنی نقشبندی مجددی واقع شد - سلسلہ سیش بہ بیت و شہت و اطہر توسعہ
 محمدی حسیفہ بہ شیر شیشہ کبریا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ منہی شود - بعد از

برگ خدا پر نکھو احوال دل مرا شاید کبھی تو جا کے لگے دل بہا کے ہاتھ
 (بقیہ گذشتہ) امیر کمال الدین در اوایل مائے تاسعہ از خطہ طائف بہ جذب قیمت
 بجد و ترکستان رخت آقامت انداخت و بہ فرمانروائی بعضیہ از آں ممالک عمر گزارید
 اولاد کثیرہ بہم رسید از آنہا امیر مہنویں و امیر بابا در حین فتح ہندوستان
 کہ بر دست ہمایوں پادشاہ اتفاق افتاد درین مملکت وارد شدند از اں باز آمد
 و رفاقت سلاطین گورکانیہ شعار مرد امیر خاندان بود۔ میرزا جان مذکور کہ در ششم
 مرتبہ از امیر بابا و درجہ دوازدهم از امیر کمال الدین مسطور واقع است بہ عہد عالمگیر
 پادشاہ علیہ الرحمہ بجائی منصب ترک دنیا سر فرار کردید۔ و ایں خاکسار از بدو خطی
 ہوائے مال و جاہش زرد و سر نہ چسبید۔ بعد تحصیل ضروریات ایں شہت بخار خود
 ایامن و دلالت از خود در تھکان بستہ با میدا کہ چہی در عالم دیگر باز کند۔ چوں
 نقش قدم بردار ایں نشہ است از بس داغش ضعف قوی دارد و تاب تیر
 اسباب نمی دارد و تجرید و تفریدے اختیار کردہ نان بر خواں روان نخورد۔ و چوں
 گل عمر خود را بہ یک خر تہ بسر بردہ بہ تحریک شور عشقے کہ نمک خیمرا دست گاہ لبے
 بہ فریاد و اکند و چوں نامہ اشش موزوں واقع می شود احباب از راہ جوہر شناسی
 بہ نیران اشعارش می جنبند۔ و گر نہ اورا از غایت انصاف نظر تہیہ سرباگی خود
 دکانے بر سخن نچسبیدہ۔ زیادہ بریں نسبت کہ نظر تر رگاں یافتہ حن قبولے ہم رسانید
 اسبب اکو سجانہ حن خاتمہ ہم نصیب کند۔ راقم مطورینے صاحب می گوید کہ
 ذات امیرزا منتقم است۔ حق جل جلالہ دیگر گاہ سلامت دارد۔ بہائے کونینش
 نہ مرغ است کہ کہ چنگ شاہین تقریر آید و صحرایے تعریفش نہ خطہ است کہ

مرزا محمد رفیع سودا تخلص بنصیدار بچوہ متوطن شاہ جہاں آباد۔ مرد سودا
مراج و کم سخن ازادست ۵

(بقیہ گذشتہ) خاک تیز گام تحریر طے نہاید۔ کمال فضل اواز کلام یقین کہ یکے
از کلامہ چون شہنشاہ جهان معنی است پیدای شود۔ والار تبہ اقتدارش از دست
در دست کہ جانگی خوار ماید آں ماه آسمان نغذانی است ہو پدایم گرد۔ لالی
منفوات فارش از لالی بہ نہایت غلطانی و ثواب طبع زار اشعارش در حق
درخشانی است (چینستان شعرا ص ۲۲۶)

۱۔ میرزا رفیع المخلص یہ سوداگر جو انیت خوش خلق و خوش خوی، گرم چوٹ
یا ریش ہلکھتہ روئے مولدا و شاہجاں آباد است، نوکر پیشہ غزل و قصیدہ و مثنوی
و قطعہ خمس در باعی ہمہ را خوب می گوید۔ سرکرد شعرائے ہندی اوست، بیا خوشگو
است، ہر شعرش طرف لطف رستہ رستہ، و در چین ہندی الفاظ گل معنی دہ دہتہ۔
ہر مصرعہ جربہ اش را سو آزاد بندہ پیش فکر عایش طبع عالی شرمندہ۔ شاعریت
چنانچہ ملک الشعرائے رستہ اور اتاید۔ قصیدہ در ہجو اسپ گفتہ بہ تقحیک روزگار
دوران حد مقدور در او مضحکہ بکار بردہ، بطلعش انیت۔

ہے جو بخ جب سے ابلق ایام پر سوار رکھتا نہیں ہے دست غاں کی ایک قوا
اکتافہ، ط، حضا، ام، صرافۃ، زینتۃ، ریحانۃ

سودا ہوا ہے بیکہ رگ دل میں جو شہ ہے تم نشتر فرہ میں ستم خون کم کرد

(بقیہ گذشتہ) حق تعالیٰ سلامت ش دارد (نکات الشعراء ص ۳۲)
۲- نکتہ دال بے ہمتا مرزا محمد رفیع سودا۔ مرویت سپاہی چو شہ ما درست است
حقا کہ رتبہ شمس عالی است و سخن درو مندانہ اش حالی۔ امروز در میدان گفت
و گوئے سبقت از اقران و امثال خود می رباید و داد و معنی یابی و نیگین خیالی می دهد
(تذکرہ گردیزی قلی)

۳- رذایب خوش فتنہ نگین روزگار۔ گل سرسبد محافل اشعار چکانہ کشور فضل
نقادہ دو دمان کمال انتخاب نختہ صاحب کمالی حضرت میرزا رفیع سودا مدظلہ العالی
در نیچہ ترہت گاہ معنی پر وے دے کشادہ است کہ در مصرع ملک و از شمس
شہرت را آمادہ اشعار نگین و قندیدہ ستین دارد۔ چنانچہ قصیدہ کوہ دو پیکر و زمیہ
بہار و بحر بیکراں و تضحیک روزگار و خیر از قضا نیت اوست و اللہ شرفش
مرزا شفیق نام مغل زاوہ علی تجارت شہور بود۔ بہ وقت مہمودہ بتباس بریں شتا
زرے کہ از ترکہ دے بدست مرزا افتاد و در مدت قلیل بہ مقتضای ششاع مزاجی
بریل با دوستہا پیادہ وادہ بہ بعد حبیبگی برآمد۔ قبول کوک نامدار و تقریبین
عالی مقدار او را میر گشت۔ بالفعل خطاب ملک الشعراء کی کہ ہمین پایہ سخنوران است
اغزان و استیادار و الہی سایہ اش از سر بے سرو پایاں کم مباد و بہ مجنون و ستم باد
(افزون نکات ص ۳۵)

۴- میرزا محمد رفیع سودا تخلص صبیح و نغم الما سخن و سرآمد نختہ سرا پاں اس نغم

نیم بھی ہے زلف میں اور صبا بھی ہے ہماری خاک کو دیکھو کہ کچھ رہا بھی ہے
سنبھال رکھ یہ قدم خار دشت پر مجھوں کہ اس نوح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

(بقیہ گذشتہ) شاہین زبان ناقص بیان کہ پارہ مجھے بیش قیمت چہ جرات کہ بہ ہول
توصیف آں ہمارے اوج نازک خیالی چنانکہ باید بال کشاید۔ و شیرز قلم و زبان
را کہ بیش از گیارہ نہ چہ قدرت کہ در میدان تعریف آں فارس مضار خوش مقالی
جولان نماید۔ خلعت رنگین سخن طرازی بہ قاتش دوختہ اند و طوطیان ہندوستان
شکر بیانی از آں آئینہ دل آموختہ۔ گویا نزاکت مضامین دلچسپ حسن بہ یوسف بہ دانش
حسن اختتام نہ پرینتہ و اس زبان کج مج رنجیتہ در زانوش بہ بین اقبال آں نکتہ بردا
درجہ علویت کردہ (.....) از اں ملک الملوک ملکوت فن و شہنشاہ ظہر و سخن اور
کہ کوس از اولای غیر ی۔ جو یا معنی بلند و خواص لالی دل پند۔ احوال ہوسہ کن
باگ نجات بہر بطورش خوش نما۔ کلیاتش متضمن بر تصاید و شنوی و جنس و برج بند
و قطعہ و رباعی و مرثیہ قریب و دہر از بیت بہ نظر امعان رسیدہ از اں دریافت باید کرد
کہ چہ لالی گراں ہا بلکہ نظم کشیدہ کہ در سہ اقسام سخن تمنا اقران بآید و مجوز و نئے
بسمع رسید کہ در طبع میران اقتدار کامل یار نماید۔ اگر مکرر تکریش را ہدم اعجاز میما احکام ہما کہ
دل مرگ و گداز و حلول جان نامہ از اں مقصور۔ و اگر چشمہ خضر را در خطبات الفاظ نوایش
پندارم رد کہ حیات سخن نام صاحب از و مکن۔ تھا کہ ہر نقطہ نقش پذیر طش شمال سیاهی مردم
بر ریاض دیدہ جاودانی است و ہر یک سہیت طبع زادش چوں مصرعین ابر و چشمہ نہادی
قدیدہ او قریب شہت بیت در ہج نواب سیف الدولہ بہادر و در تمہید تجو بعضے سحرانی ملی

(۱۶) نابجی

نابجی شاعر بود در شاهجهان آباد - مضمون نامے خوب می بست - از اوست
دوب گئے کئی ملک جب کھولی لب دریا پیر چہ حیف نابجی کو نہ پوچھا کس لہر میں بگیا

- ۱- محمد شاکر نابجی جو نامے بود ایلہ رو، سپاہی پیشہ - مزاجش شیر نامل بہ نزل بود
معاصر میان آبرو - بندہ باو یک دو ملاقات کردہ بودم - شعر نزل خود می دادند
(می خواند) و مردمان را بخندہ می آورد و خود نمی خندید - مگر گاہے تبسم
می کرد - و طش شاہ جہاں آباد - جوان از جہاں رفت (نکات الشعراء ص ۲۳)
- ۲- محمد شاکر نابجی گویندروئے ہرزہ داشت و بہ عنوان سپہ گری علم
می افراشت طبعش اکثر نامل با نابجی بود (تذکرہ گردیزی قلمی)
- ۳- محمد شاکر نابجی تخلص سپاہی پیشہ بود در مطاوی کہ مصرع شعر پر از معنی آید
و دیت می نہاد - و بہ دست طبع و کسائی فکر داد و سخنوری می داد و زاو گاہ او دارا تخلص
شاہ جہاں آباد است - بابر دار فقیر کہ شتم تخلص می کرد و شعر فارسی بسیار بہ بلاش تھے
معنی نیکی و گفت رابطہ اتحاد و مربوط داشت - گاہ گاہ بقریب خانہ تشریف می آورد -
بندہ خود در زور کسالی او را دوسہ بار دیدہ ام نہ از شش خیال مزاج بود - او تعالی
رحمتش کند و سخن نکات ص ۱۱)
- ۴- محمد شاکر نابجی تخلص - از شاعر شاہ جہاں آباد است - شعرش آب و رنگانہ
و معنی اش بے اندازہ - رو - (چمنستان شعراء ص ۲۰۹)

(۱۷) تاباں

میر عبدالحی نام تاباں تخلص نعل زار از ہم مجلسیان میرزا منظر جاناں جانان
 فرد خوب گفتہ ہے
 مصرت ہو تجھے عاشق کے لئے سیتی لے ظالم کہ ہم تلخی کنول کا خون بیک زہر قال ہے

اے میر عبدالحی تاباں نوجوان باہرہ بود۔ بدخشب الطریقین مولداوشاں جہاں با
 است بیار خوش فکر و خوبصورت، خوش خلق، پاکیزہ سیرت، معشوق عاشق مزاج
 ساحال در فرقہ شہراہجو اوشاں خوش ظاہر از مکن بطون عدم و بعرصہ ظهور جلوہ گر
 نہ شدہ بود۔ زبان رنگینش پاکیزہ تر از برگ گل گلستان سخن را نازک دماغ بلبل
 سمند رنگینی فکرش با گلگون باد بہار طالق النعل بالنعل است ہر چند عرصہ سخن او
 ہمیں در لفظائے گل بلبل تمام است اما بیار بہ رنگیں می گفت از دیدن رنگ آتش
 بے اختیار از دہن من گل کمالش سر می زد بہ نسبت بہ شعر او استاد ادراستہ نگار
 او نہ بود۔ با فقیر یک صفائی داشت۔ از چندے بہ سبب کم احتلاطی این سحران کردہ
 بیان آندہ بود۔ اجلاس مہلت نہ داد کہ تلافیش کردہ آید۔ آخر آخر کہ او ایل جوانی
 او بود ایل قدر مدامت شراب کردہ کہ ملاقات ہمہ یاران موقوف شد۔ اکثرے از
 دوستانش کہ بچانہ او می فرستند اوراست طاف می یافتند و آب بردن این ناجرا را
 پینہ کہ بہشت ہفت روز بود عیت حیات سپردن او باقی ماند، یک مرتبہ تو بہ کردہ
 و ہمہ آشنایان خود رتعا نوشتہ کہ عزیزان من تو بہ کردہ ام شہادت دہد و تہریر کن

نقل است روزے مصرع از زبان میر مبارک آبرو بدیہ طبع زاد گردید
مصرع اینست۔

دہلی کے کشادوں میں اک آبرو ہوا ہے
چنانچہ اراہل محفل تاباں و مجلس میرزا منظر جان جانان مصرع صدر برخواست
میرزا درجواکش فی الفور اس مصرع رسانید
جانے سے ایک چشم کے بے آبرو ہوئے

(بقیہ گذشتہ) من باشد چیرا کہ شراب بہ سبب کثرت استعمال مزاج من شدہ بود از گذشتن
ایں از خود گذشتن من پر نزدیک می نماید خافل از احوال من بودن از عقل بسیار
دور است۔ آخر الامر ہماں شد کہ گفتہ بود۔ حال آفتابہ تا بایں عمر او زود بہ سبب با
ریدہ مشوق عجیبہ از دست روزگار رفت۔ (افسوس! افسوس! امید قوی است
کہ حق تعالیٰ مغفرتش کردہ باشد) (نکات الشعراء ص ۱۱۴)

۲۔ نخل بندگشتن بیاں میر عبدالحی تا بایں جوانی بود خوب صورت و خوش بخت
شمع محفل چاہنا و چراغ بزم دلہا در خاک پاک ہندوستان نخل جانش دلہن شد
در ہمیں گل زمین برفت و ہماریدہ۔ در غنوان جوانی خاک مال فلک خوردہ بساط
حیات مستعار بر چیدہ، داعی اجل را اجابت کردہ (تذکرہ گردیزی طبعی)

۳۔ خانہ بر انداز محبت، خواہاں میر عبدالحی المتخلص بہ تا بایں جوانی بود در نہایت
حسن و جمال ہم صحبت یاران حال۔ با وجود لیلیٰ نشی مجنون را آداب محبت اموجہتی و
با کمال انجمن آرائی شمع وار داغ بر جگر سوختی۔ اخلاق حمیدہ و اوصاف پسندیدہ و

مردان ایں مصرعہ ثانی را باز بہ سمع میر مبارک آبرو رسانیدند میر خوار بر زبان
 کیا ہوا حق کے کئے سے کور میری چشم ہے آبرو جگ میں ہے تو جان جانان پہ ہے
 میر زامنہلر جان جانان درجو ایش فی النور گفت
 مبارک باد تم کو آبرو صاحب مختور ہو بھلے ہو یا برسے ہو خوب ہو کان جواہر ہو
 (بقیہ گذشتہ) آخر حال بہ رفاقت نواب خایت السدخان بہ تنعم می گذرانند۔ چون در غور
 کثر تھا کرد۔ رطوبت فضلی ہم رساندہ مستقی گردید وہ ہیں احوال از جہاں رفت
 (خرن نکات ص ۵۳)

(۴) میر عبدالحی تاباں تخلص طوطی است شکر بیان و بلبلے است ہزار داستان آفتاب
 طبعش بہ نہایت درخانی رآئی گراں بہا بخشش کمال آفاقی است۔ می گویند کہ از
 وجاہت مصوری نصیب وافر برداشتہ بود۔ قنات معیش دل نازک خیالات را حید می نمود
 لیکن آخر دین غمخوار شب و رقص زندگانی بگردانید و موجہ گلشت عیاد وانی گردانید
 اسے عطفیکہ خوش حال و ہوا افتد نہ ماندنی است۔ میر تقی میر در تذکرہ نکات الشعرا
 اور اشاعرہ عظمیٰ شہرت می نویسد و در دیوان خود از قلم حاتم می نماید چنانچہ می فرماید
 او بہی رتبہ ہوا ہجرت سے اس کے شعر کا جب حاتم نے توجہ کی ہے تاباں کی طرف
 نیز می گویند

ریختہ کیوں نہیں حاتم کو شاؤں تاباں اس سواد و سرا کوئی ہندیں استا ہنس
 حاتم در دیوان خود اکثر جایا دی کند
 ریختہ کے فن میں ہیں شاگرد حاتم کہ بہت پر توجہ دل کی ہو ہر آن تاباں کی طرف
 ظاہر تحصیل علوم نجدت شہت کردہ باشد و اصلاح شعرا حاتم می گرفت۔ اصلاح

(۱۸) یقین

انعام الدین خاں یقین تخلص، برادرزادہ میرزا منظر، در خدمت میرزا رفیع تمام داشت۔ بنابر اس میرزا خود بہ تخلص یقین ارشاد فرمودند۔ شاعر یقین است۔ از اوست

اس کو آتش در ضایع برابر ہو گیا
حیف مضمون دھننے کا بھی مکر ہو گیا
دیروں کے نقش پا میں ہو سدا کا با اثر
جو مرا انوگر اس میں سو گوہر ہو گیا
کیا بدن ہو گا کہ جسکے کھولتے جاے کا بند
برگ گل کی طرح ہر زاقن مفسد ہو گیا
آپ سے جب لگے تھا واقف کہاں تھا کیو
دیکھتے ہی آئینہ میں منہ سکت رہ ہو گیا
آنکھ سے نکلے پر آنو کا خدا حافظ یقین
گھر سے جو باہر گیا لڑکا سو استبر ہو گیا

۱۔ انعام الدین یقین تخلص شاعر نچتہ صاحب دیوان، ازبک، اشتہار دار و محتاج بہ تعریف و توصیف نیست۔ تربیت کردہ مرزا منظر است۔ پدرش اظہر الدین خاں نام دار و راجدش در سر سند ملاقات کردہ بودم۔ بسیار آدم با مزہ یافتہ بہ سلوک پیش آمدہ و ضیافت فقیر کردہ تا دیر شستہ صحبت مستوفی داشتم شعر بطرز می گوید۔ آدم بر سر مطلب۔ میان یقین را مردماں می گفتند کہ مرزا منظر اور اشعر گفتہ می دہد۔ و وارث شوالے ریختہ خود گردانیدہ از قبول کردن این معیشت بندہ را خندہ می آید کہ ہمہ جیسر بہ وارث می رسد۔ الاشعر مثلاً کہ بر شعر پدر خود یا بر مضمون او متصرف شود ہمہ کہ اور از دواخواہند گفت تا نہ شعر استاد و حدیث از لفظ و دلہ

ولہ

طلا اس حسن کے شعلے آگے آب ہو جاتا اسے گرد دیکھتا رو با پگل سیاب ہو جاتا

(بقیہ گذشتہ) چند سے کہ بافتہ است کہ ماوشما نیز می تو انیم بافت (ایں قدر بر خود
چیدہ است کہ رحمت فرعون پیش او پشت دست بر زمین می گذارد و بعد از طافا
ایں قدر خود معلوم شد کہ ذائقہ شعر بھی مطلق ندارد شاید از ہمیں راہ مردمان گما
اموز و نیت در حق اودا شتہ باشند۔ جمع برای اتفاق دارند کہ شاعری اودا عالی
از نقص نیت۔ چرا کہ شاعر ایں قسم کم فہم نمی باشد از شخصہ منقول است کہ
بنجانہ عطیت الدخاں کہ سپر نواب غایت الدخاں مرحوم باشد یقین شستہ بود
دی گفتم۔ از ایں روز سے کہ مرزا دست استعادی در سر مندا شتہ است شعر من
ترقی کردہ شخص مذکور ایں مصرع نظامی پیش حضار مجلس۔ آواز بلند خواند۔ مصرع
شد آن مرخ کو خایہ زیریں مناد حاصل اورا بمیضہ در کلاہ شکست
میاں شہاب الدین ثاقب کہ احوال او نوشتہ خواہد شد نقل می کرد کہ من محض
برائے امتحان بنانہ اور فتم و یک قول طرح کردم من غزل بالفرم رسانیدم
و از و مصرع موزوں نشدہ اند اعلم۔
میاں محمد حسین کلیم کہ احوال گزشتہ نقیدہ گفتہ است مسمی بہ روضۃ الشرا
در و نام تمام شعرا نقل کردہ از اں جملہ نام ایشان را نیز آورده لیکن یہ کنایہ
خریبہ کہ سخن فہم می نمود و آں امنیت۔
میتیر کے شعروں پر یہی بدگمان ہے کہ اسے کیا

اشترخو بان خندق زیب کی گلیوں میں دیکھا کہ جو کرتا تھا انگ خون وہاں غائب ہو جاتا
کئی کی جھنجھرائی نے اسکی پیاس کے حق میں کئی زخم اور اگر لگتے تو دل سیراب ہو جاتا

دقیقہ گذشتہ نام مرزا جان جان است و شاعر جان جانماں بستہ۔ چوں اکثر
عوام نام مرزا از غلطی جان جانماں گویند ہر شاعر مذکور نظر بہ شہر تہجین موزوں کر دے
اگرچہ انہی بابت کہ گفتگوے مابا خواص است۔ در بزرگ زادگی و شرافت میان
یقین سخن نیست از خانوادہ بزرگیت۔ بابتہ ہم آشنائی سرسری دارد۔

(نکات الشراص ۸۴)

۲۔ صاحب تلاش معنی رئیس، انعام اللہ خان یقین پسر زلمہ الدین خان بہار
مبارک جنگ بغیر حضرت مجدد الف ثانی است۔ تیسرے نواب جمید اللہ خان مجوم
شہید از خاں شس۔ جمید معنی بلند پرواز است و ہمارے اندیشہ اش بر قلعہ قافہ سخن
بر پریشانی ممتاز، پے افواہ بخیرستہ کوئی دایر طاق بلند گذشتہ و تخم معنی درین
سخن کا شستہ و اچھا از طبعش سرزدہ۔ از فراطیوع حسن قبول در تمام ہر تان
یراقواہ و السنہ جاری است۔ استفادہ سخن از اقادت گاہ مرزا جان جان منظر
گرفتہ چنانچہ گوید

جوں تازا اپنی پوشش و شام لازم کر یقین حضرت استاد یعنی شاہ منظر کی شنا
بمولف اخلاص دارد و اکثر مابہ ملاقات می پردازد (تذکرہ گوہر نری قلمی)

۲۔ صدر نشین بزم شعرے مسافرین انعام اللہ خان یقین۔ شاعر صاحب طرز
لکھتہ عود و حمد و ہر است۔ اخلاق و حمدہ انصافہ دارد۔ و مہرہ عاززانہ

اگر تجھ کو زلیخا دیکھتی سب کچھ بچاتی تماشا ماہ کنعان کی اس کو خواب ہو جاتا
یقین سوز و گداز اپنے کو گر انظار یہ کرتا خدا شاہد کہ آتش کا بھی نہ ہر آب ہو جاتا

بقیہ گذشتہ اسطر از رش بہ این ہمہ لطف و خوبی می تراود کہ بہ مجرد استماع دل
عشاق قطرات خون شدہ از دیدہ فروخی چکدہ بزرگانش در بلکہ سر نہاد قامت
داشتند و اکثرے از شرفا و دروسائے آن ضلع بخدمت ایشان استغاضہ معنی می کردند
چوں والدہ شریفش بہ دار الخلافہ رسید حمید الدین خاں کہ لقب بہ نیچہ بود صبیہ
خود را بر آن بزرگوار نامزد کرد۔ این معنی را موجب افتخار خویش دانستہ بالفعل
خان موصوف بہ منصب ہزارہ و پانصد سرفرازی دارد و پیش ہم چہاں خود مستر
و مقرر است حق تعالی سلطنتش دارد (مخزن نکات ص ۴۹)

۲۔ اتھام اسد خاں یقین شہنشاہ قلم و سخنذانی و یوسف کنعان معانی است
طوطی شکر مقال از گلستان بیند بر نحو اسفند کہ بر آن غزلید ہزار داستان سخن
بہ تشاہیر گراید و شہسوارے چاکبہ خرام از راہیان دکن پیدا شدہ کہ قصہ بلیق
از ان فارس میدان خوش نداشتی بر باید۔ بسیارے از شکر مقالان بتین خیال
پر ہم صغیری او برداشتند، آخر پشت دست بزمیں نارسائی بگزاشتند و اکثر
از نازک خیالان شیریں مقالی بہ مقابلہ او برخاستند، آخر از قصور بگوش مالی
خود پرداختند از دست۔

یقین تائید حق سے شعر کے میدان کا ہستم مقابل آج اس کے کون آسکا ہے کیا قدر
آز عصفائے سحر دم عظیمہ رحم نہ۔ و نہ آج عاشر معانی نازک

وہ

نہ تر میں اگر صدقے ترے جانے کے کام آتا گر نہ ناز کا تھا گالیاں کھانے کے کام آ

دقیقہ گذشتہ می گزیند ہر قطرہ کہ از سحاب خاموش بچکید۔ لالی گرا نہ باشد۔ وہ ہر قطرہ
کہ اندر ز در فرحت عطا کن جا نہاست۔ معنی آفرینان میں زماں از نام تھیں نکلاں
گرم بازاری می دارند و خوش تماشایں میں عصر از اصفائے نام نہایش دست بگوش
می گذارند۔ چنانچہ می گوید۔

حق کو یقین کے یار و بر باد مت دو آخر تم نے سخن کی طرزیں اس سے اڑائیں گی
غزنیے می گوید۔ رباعی

جس طرح سے لاتے ہیں مضامین میں اشعار میں رغبت کے سودا و یقین
ایسا کوئی نہیں ہند میں چرچند کہیں سجاد و کلیم و میر و درد و مسکین
اگرچہ یقین است کہ مرزا سودا و غزل و رباعی و مثنوی و قصیدہ
و قطعہ بند و غیرہ اشعار بخیرستہ رتبہ رفیع می دارد، و عالی تلاش و روان می نماید لیکن
در بخیرستہ یقین فصاحت و ملاححت دیگر است۔ مولفہ

اگر ہزار برس تک یہ سیر ز سودا۔ کرے جو فکر تنہا یقین کا ازل و ہاں
کہے گا معنی باریک و خوب شیریں تر دلے نزاکت و یہ لطف و یہ قبول کہاں
الحال یقین کی تاسے عصر و گمانہ زمانہ است۔ چشم روزگار چہیں معنی آفرینی
نختہ رس ندیدہ و گوش سپہر و وار مثل میں و الانشبی آتش دم نشیدہ۔ سخن ہر لایں
و الانگویر و آتش نغالب اگر امی قدر مصباح طبع ز آتش راجوں خیال مصباح کلامت

یہ کوہ طور سہمہ ہو گیا سارا ہی کھٹے
 کوئی پتھر بھی بچ رہتا تو دیوانے کا لہٹا
 بتاں خون کر کے میرا سب لگے پس پائے
 یہ کافر جیوتا رہتا تو بیت خانے کے کام آتا
 اڑادی اس ہونے مٹت خاک میلکان چٹا
 خبار ان کا اگر رہتا تو پیمانے کے کام آتا
 لیا گھیر ان یقین نے عشق کا آشکارا
 کوئی شعلہ جو بج رہتا تو پروانے کے کام آتا

نواب بہ دل جامی دہند و بیت نقش لبث گلکش را چوں بیت ابرو بر چشمی نہند۔ فی الواقع اگر
 آں سحر پرواز دعویٰ اعجازی کروجن سازان را بجز ایمان آوردن چارہ نبود و ایسے آئے گراں ایہ
 "واعبد کب حتی یاتیک الیقین" رنگ شبہ از آئینہ دل میزدود۔ و گلشن جاوید بہار انشا از آثاری
 میزرا منظر طراوت پذیرفته و ایں طوطی شکر مقال شکر بیانی از آں غنایب نعمہ خوان چین محانی
 گرفته است و اگر چہ میرزا از راہ اتادی یاد می کند و حق شاگردی خود بزبان می آورد۔
 جیوں نماز اپنے پہ صبح و شام لازم کر یقین حضرت اتاد یعنی شاہ مظہر کی شننا

نیز در جائے می نوید

سایہ بے شخص ٹھہرنا نہیں کہتا ہے یقین آپ سے مجھ کو حسب حضرت مظہر مذکور
 میرزا مظہر جان جاں چوں چرب گفتاری یقین بایں در تہ دید بار خیمہاے کہ پیش ازین
 سرزد طبع میرزا شدہ اکتفا کردہ از شعر ریختہ دست کشید۔

حاکم بگاہ خاں روزے یافتہ نقل می فرمود کہ انعام اللہ خاں یقین را در نہ تسخ و تسن و تار
 و الف لمطاعت نمود میرد خوئے متواضع بہ نظر دیدار خود بسیار خواند و استعمال تر پاک باہ جو
 ضمیر می کسی (۲۰) خواہد بود بحدے داشت کہ تمام رنگ ویش رنگ کہہ با گرفت بعد تھا شمس
 اکثر اشخاص و بہیمہ شہرت دادند و گفتند کہ این یوسف مظہر خانی جو رہا فقر خوان است بل
 متقا اذہا است انتہ و مقالہ نامہ اور از خطاطی السطو آرتو وفاتا بعد جس بر خطاطی

حسن (۱۹۱)

حسن المدخل عجب سخت ایہام تصنیف منوہ لطف خاص دارد بلکہ عظیم
نواں گفت۔

عصا کہیو اگر جانا ہے تو اس یار دلبر کو
کہ کر کر قول پرسوں کا لکے برسوں جو بریل
یہ قاصد وعدہ کرتا ہے گا پرسوں کا کہ پھر اول
کیو تر ہی نہیں آیا گلی اسکے سیتی برسوں
تو کہ چھ بھی نہیں اسے شیخ اتنی کیا ہو تر
ترے دیدار میں یہ کدو ترسوں کھڑا ترسوں
نئی سے یہ محکومت نیا سودا ہوا ظالم
عجب ہے پھر کہ کہ یو تیل بخاں سے ترسوں

شاعر از کجمن و خوش خیال
نقشبہ حاشیہ گذشتہ
ما وصالش خرد بختہ سنج
سکر و سفر جانب ملک عدم
..... حاصل پذیر یقین ناظر الدین خاں بہادر مبارک جنگ از ارکان شاہان
وہ ذات نیمہ شیخ مجدد الف ثانی و نیمہ نواب حمید الدین خاں مرحوم میثودہ نقل گشت
و وہاںش طبع را استہزائے دایہا جے بخشد۔ چمنان شرا حد ۱۱۱

۱۔ میاں حسن المد مدوسہ بود عناصر میانی آبرو طبعش بیار مائل بہ ایہام بود
نہیں جہت شراوے رتبہ ماند دیگر احوالش معلوم من نیستہ (نکات الشرا ص ۲۸)
۲۔ حسن المد بہ آبرو ہم طرح بودہ و در سخن تقاضی معنی تازه منوہ شعر را بہ طرز ایہام
ہی گفتہ و در معنی بہ کشتہ فکر استہ فی ہفت۔ سلسلے چند ترس پریش چشم از نظارہ دنیا پوشیدہ
و در نقاب خاک گذشتہ۔ دیکہ کہ گدازہ قلمیہ۔

عجب نیست ابرگر جلوتوں کو تو بل سین جل جلالہ
 گیا ہے یار میر سے برسوں تو کہتا ہو بیچ
 زلف تیری معنبر ہے عطر نئے میٹھی ترے
 الہی آبرو رکھ لے پڑا بج کام ابتر سوں
 غزل اباحسن انداز طرح تجھ سے بنائی ہو
 جواب آبرو کب لاسکے مضمون ابتر سوں

(۲۰) زانی

از قوم اذاعنہ نیر خاں نامی باشندہ دارالسرور بران پور تیکہ در زین آباد
 دار تخلص زانی قرار داده بودند فی الحقیقت بلکہ تمام عمر خود کہ یک صد و دہ سالگی
 عمرش وفا کرده بود گاہے نزدیک زانی نہ داشت تا بہ زنا چہ رسد طبعش
 را خب ہجو تمام دیوان در ہجو بات گفتہ است۔ اگر چہ آوردن چنین اشعار
 بیج مناسب نہ داشت لیکن رنگینی طبع و سخن مقصود تھا اور وقت جلالت
 طرفہ ریختہ حسب حال تصنیف فرمودہ ازادست ریختہ۔

۳۔ احسن الحدیث صاحب مضمون دآبرو بود بہ رویہ شعر اینہا تماش نفط تازہ و
 ایہام می کرد اما از غایت هجوم الفاظ معنی شعرش کمتر بطوری آید (مخزن کلمات ص ۱۲)
 ۴۔ احسن الحدیث در ریختہ ہجی یگانہ روزگار و صاحب تماش معنی پرکار است۔
 از بیکہ طوطی طبعش شکر ایہام می ریزد از صفائی طراوت اظہار می گردید و در عصر آبر و ظاہرا
 عرصہ زندگی بسر می داشت و خود را در موز و نمان ہم عصر مغربی پیدا داشت۔ بنیان
 کلاش لالی معانی می آفشد و مشاطہ طبعش عروس سخن را بوجہ حسن برگزینی نمی شناسد۔
 (چندین شعر از کلا)

دو ماتھ دھر کے نفس پہ لاچار ہو چلے
دولہ بنا کے آپ کو تخت رواں دواں
سر سہرا بندھا کے براتی لئے ہیں تیار
تھی بھیڑ بھاڑ منزل اول تلک پہنچت
ہے کون آس پاس کسی کو خبر نہیں
عف سگن کی شکے جھائے فریب
چلنے میں جس طرف کے... خوف میں
دو چار دن کی لذت دنیا کے واسطے
زانی امید عفو ہے پروردگار میں

.... دکھا کے یار کو اغیار ہو چلے
کا ندھے پہ چار شخص کے اسوار ہو چلے
کرنے نکاح گور میں اسوار ہو چلے
آگے غریب و بیکس و بیمار ہو چلے
لاچار سرو بھانت بک بار ہو چلے
دلبر کے دست جوڑ میں بزار ہو چلے
.... لے ماتھ صاحب تلووار ہو چلے
اندر عذاب ابد کے گرفتار ہو چلے
بختے گا ان کو جو کہ گمہ کار ہو چلے

عطر (۲۱)

سید اعظم تخلص اعظم برمان پوری مرو شیریں اسخو راست از دوست
دل شمع بن گل کہو مسبلانا کرہ جانا معشوق کے اسرار چھپانا کرہ جانا
تجد زلف یہ تاب میں مرتکے کند لیا ظلمات میں بیوں نقرہ نے آنا کرہ جانا

انرا نہ می زیست و شعر نزل مجھ خود می گفت و لبیا مروان بزرگ را چو نمود
مزدست خود دیوان جمع نہ کرد مگر یاران مجلس دودریں چہرہ کردند قریب و ہزار
بیست و ہوائے فراہم آمد چنانچہ بہ وقت تحریر ایسا تالیف بدتقل رسیدہ دل
نظر است کہ یہ خطا لکھ رہا کہ وہ والا را ایشیا رسیدہ اتھنا نامہ (ختم) (۱۲)

کعبہ کی عبادت میں حلاوت نہیں پایا محراب میں تجہ بھوں کی دو گنا مزہ جانا

(۲۲) قائم

قائم میر محمد قائم باشندہ برہان پور، خوش فکر و بدیہ گو بود دریک
بیت نامہائے ہشت بازی گنجینہ بستہ و اکثر شعر بامی گفت از اوست۔
ساج و سفید و سرخ غلاموں کی لے قتل شمشیر جس کے چنگ برات سکے ماتم ہو

ولہ

| | |
|----------------------------|-----------------------------|
| بات پانا ہے بے قراری کی | چوں نہ بولوں کہتہ پیاری کی |
| پان کی نوک سے قبتوں تو | مت بتا اوچھیریں کناری کی |
| لب و دندان و پر پر لال | صدف دل نے در شاری کی |
| آسمان جا چھپے ہیں ہر و وفا | یک ہے تیری کناری کی |
| رات دن کے ورق پھر قائم | چرخ میں جگ سین حلیہ کاری کی |

(۲۳) کامل

یہ محمد کامل برہان پوری۔ طبع عالی داشت و تمام عمر خود را در گفتن
مدح و مرثیہ حضرات صرف نموده دیگر شعر اصلاً و مطلقاً نگاہے قصداً و عمدتاً
بر زبان نہ رفته سبحان اللہ چه سعادت مندی او بہ تحریر قلم آید۔ چند
مطلع مرثیہ بالمش نوشتہ می شود از شعر اوست۔

لے سحر کس کے الم چاک گریباں تیرا
لے صبا کس کی جہت آج پریشاں تیرا
یک مطلع دیگر اندر تیرے گفتہ دوست
شاید بھیج مضمون بھیج کس از شعرا

نہ یافتہ باشد و نخواهد یافتہ ایس است
قیامت انتقام آل احمد دیکھنا چاہے
فلک پر مضطرب ہوا نہ تو شمشیر کھینچا
والکثر عذو کہ مقصد ع اوقات میر نہ کر لے گفتن
نیت می تند جب
ضرورت رنجیتہ گفتہ می داو لیکن رسوخ
واعقبا سے کہ داشت از ہر شکرش
نظر است۔ و در ہر مقطع قطع سخن
کردہ رنجیتہ از دوست۔

بستا ہے خط رخ شہ خواباں کے آس پاس
جیوں فوج مورخست ملیاں کے آس پاس
آسودگی کی شام غریباں دیکھیں حال
جانا اگر ہے زلف پریشاں کے آس پاس
دست گدا کو بار کہاں گرد کی سنن
نفری بسی ہے آیت سے دامن کے آس پاس
یکتے ہیں خامہ در دل جبار حسین میں
مترگان نہیں ہو دیدہ حیران کے آس پاس
سنگار دئے جسے گلشن کاتب کو دی طرب
پہر ہے دل جو سوز و ریاں کے آس پاس
جان نہ آیا ہے فلک سے ہوا کوئی
دانا اگر ہے رت پیوستہ دوران کے آس پاس
سکائل اگر خیال طواف حرم ہے تو
قرباں ہو درگشتہ مردان کے آس پاس

ایہال (۲۴)

مرزا ایہال بیگ۔ مغلزادہ از نجائے ولایت، باشندہ برہان پور
دائمتہ در فاقہ است۔ احقر مستند۔ کم گو و کم ملاقات اکثر اوقات کہ خطوط
بجانبہ دوستاں تحریر می نمایند نظم ہندی بسیار مطبوع و رنجیتہ ہمیں گویند

دل جب سیتی تجھ عشق میں مجھ سے جدا ہوا
 کیا بے وفا ہوئی دل کہ تری یک نگاہ میں
 کوچے سے آہ آج پریر و کے دل مرا
 سینے میں آہ دل میں پیش انکس چشم میں
 غمزہ میں مارتا ہے جلاتا ہے ناؤں میں
 کیا مہربان تھا جبکہ نہ تھا عشق اثر کا
 ابہ آں عکس یاد ہے دل میں جداں ہی

بھڑکا جلا، موانہیں معلوم کیا ہو
 بیگانہ ہو کے مجھ سے تیرا آشنا ہو
 آیا نہیں ہے پھر کے اسے کیا بلا ہو
 شہر لے عاشقی کا مرے جا بجا ہو
 کیا ملک حسن کا صنم تو خدا ہو
 اب بھوں چڑھا ہلال من کہ نما ہو
 درین سخن تہ مان سے ترا دل صفا ہو

(۲۵) فضلی

شاہ فضل السدردین متوکل صاحب کمال در بلدہ اورنگ آباد خیمہ بنیاد
 اتامت داشت - شہر دو مضمی اکثری گفتا - پند فر واد دوست

۱۔ فضلی راستہ شہر دلی میں ایک نظر دیدہ ام - شاعر خیمہ بنیاد - نکات الشعر
 ۲۔ شاہ فضل دکنی طبع بلند و فکر حسند دارد - تذکرہ گردیزی نقل کیا
 ۳۔ افضل الدین خاں فضلی تخلص نجف فضاہل انباتی مشہور است بخصیص در شہر
 سخن سرائی متاخر روزگار خود و وزیر ابو طالب می گفت کہ میں عزیز بہ ذرا بیش شخصیت و گفتار
 حسن شاہزادہ شہر با این ہمہ نازکی و پرکاری ہندو کہ وہ است کہ اولاد دوم
 ان دیار تر گس - سابر بیاض دیدہ قلبی می سازند و ہوشہر سے پیشہ بہرستی ہندو در حقیقت
 دوسہ چار پیش کہ وراں حبلہ عمل سید مع اہل ہند است عالمی از حسن و لطافت نیست

زی حسد ارتین ابرو کو کوئی شمشیر پر تلے تلکے
لکھا ہے بوعلی نے آب زبیں کہ سونے سے مسافر کو خطر ہے

۴۔ شاہ فضلی از اکابران عصر بود و گوئے منی از بہران می بود اشعار ایہام بسیار
می دارد (چہستان شعر ص ۴۸۳)

ہ۔ شاہ فضل اللہ نقشبندی فضل تخلص پیرید عطاوا الداد رنگ آبادی است۔
دروش صفائش و عارف کامل جمیع علوم بود مدتی در لشکر غازی الدین خاں بہادر فیروز
موجود و جبکہ حضرت مول بقبول بود و ہمیں بت دیکہ خان فیروز جنگ اکثر از قلت جمعیت بر کیا و متواریغ و کفر
می یافت نواب غصہ الدہلوی بہادر کلام سند نظامدارک حضرت امام رضا علیہ السلام کہ از گناہانہ امیر الامراء حسن علی
یافتہ بود بدایاں برد۔ احوال آں قرن مجیدہ و قلعہ دولت آباد کن است کہ میاں محمدی پسرش بہرینود گناہ گوار
مدوش بر چہرہ مبارک نورانی و طاہر بود جامعیت داشت رسالہ ”زادراہ“ در علم ملوک از دیوگان
است قصہ ”برہ مجبوس کا“ و قصہ ”پریم نوکا“ زبان ہندی گفتہ و ایہام خوب دارد آہنہا
یافتہ اند و در فارسی و ہندی نیز اشعار و صاف و شیریں است (تحفۃ الشعرا قلمی)

۶۔ فضل دکنی افضل الدین خاں از قدماست در تعریف کیے از شاہ ہزاراے دکنی

مثنوی بہ محاورہ کہنی گفتہ (گلزار ابراہیم قلمی)

مغیرن سخات اور نظر از ابراہیم کے بیانات متنبہ ہیں۔ دونوں نے جس مثنوی کا ذکر کیا ہے
ایک فقر ایک شعر دونوں تذکروں میں نقل کیا گیا ہے۔ دوسرے تذکروں میں یہ شعر قطعاً نہیں
نیز گلزار ابراہیم میں ایک شاہ فضل کا حال یوں لکھا ہے ”فضل دکنی شاہ فضل علی مصار

(۲۶) داود

مرزا داود بیگ نعل زاباشندہ خجستہ بنیاد او رنگ آباد۔ اگرچہ بر کتاب صرفہ
نحو و غیرہ مجبور سے نہ داشت لیکن در کلام او نفرت سے ظاہر نیست۔ غریب خوش طبع
و خوش فکر اکثر تازہ مضمون طرح نموده۔ معاصر شاہ سراج بود در ایام خورشیدی
پیشہ کار چوبی اختیار نموده لیکن بعد ازاں بہ فکر ساجد و حیدر گشتہ بیکہ در محفل
شمع دار داعیہ سر بلند داشت و بہ شعلہ فکر پروانہ دلہامی سوخت، سراج را
مثال چراغ بے نور می انگاشت۔ روزے یکہ بیت بہ خطاب شاہ سراج
از شبستان خاطرش سرزد این ست

چرب زبانی نہ کہ نرم سخن ہیں سراج
شیخ نیس گل گری در نہ کئے گا سراج
چوں شرار این بیت بہ پردہ گوش شاہ سراج رسید بے اختیار از سوختگی

۱۔ مرزا داود داود تخلص می کند۔ شاگرد سید صاحب (سید عبدالولی غزلت) است
این قدر ہم از زبان سید صاحب بہ تحقیق رسیدہ۔ اندک علم۔ بارے مصرع را درست نموده
می کند۔ (نجات الشعراء ص ۱۱۱)

۲۔ مرزا داود۔ داود تخلص شاعر است، ادیب و موجد خیالات ارجند شکر بیانی از
سینفلش پیدا و خوش الحانی از نامش ہوتا است۔ در ریختہ اکثر شمع ولی نمی نماید
و می گوید۔ سند پوس ہے تھیں مصرع ولی داود۔ کہ چھکو شور قیامت سے بے خار کیا

آہے کشیدہ داز زبان برا اور دوسہ
 نہ بھولی کسب قدیمی کو اپنے لئے مرزا
 وگر نہ بچہ کہیں کار چوسیدہ ہو ویکہ

(۲۴) عاجز

عزت الدین خاں عاجز تخلص حرف میرزا فی اکثر اوقات خود اوایل
 بہ تجارت مصروف داشتند۔ سیلئے در سفر گزشت کہ طریق قرض بہ فخر الدلو
 ناظم آل ملک معاشرت نمودند۔ از ہنگامہ اشقیاء مقدمہ دولتش برہم
 خورد کہ زرائع ان نیز رایگان رفت دست از دے برداشتہ بہ جستہ بنیاد
 آمدند خیلے سریع الفکر و بدیہ گو و ہر سخن کہ از ایشان سرزد میشو و مربوط
 و ذومعنی و در گفتن تیاج حدیم المال بعد از طبع ایشان بہ اظہار سخن

کہتے ہیں سب اہل سخن اس شعر کو سن کر تجر طبع میں داؤد دلی کا اثر آیا
 بزبان مرزا جمال الدین تخلص کہ خلف الصدق اوی شود معلوم شد کہ میرزا
 داؤد پرستہ بیع و خیرین وایہ وائف وفات یافت۔ را قم سطور می گوید تیاج
 طیل گلزار معنی طوطی رنگیں بیان از غم آبا و جہاں بگذشت چون تیر از گل
 صرع تیاج خوش گوشت از من ماتے کہ برفقہ میرزا داد از فانی جہاں
 دیوانش قریب بالصدیقیت بہ نظر درآمد (چستان شراص ۴۴) بیانی

اصلاً و مطلقاً نہ بکا اہدے را از اشعار خود مطلع نمودند تا بہ نوشتن و خواندن چہ رسد
از اینجا کہ این حقیر بہ ایشان محبت تمام دارد و ہم سخن گوئی بہ برکت فیض ایشان
اکثر قصاید سببہ نقطہ و غیرہ منہ غزلیات دیوان فارسی (فارسی) ترتیب دادہ و اشعار
متفرقہ ہندی نیز بہ دستور معروف جمع نمودہ دیوان ہندی ایشان مرتب
ساختہ۔ طرز دیوانے مرقوم گردانیدہ اکثر رنجتہ ہائے ضایع مثل و بحر و نہ بحر

- ۱۔ عارف علی خاں عاجز تخلص۔ ۷۰ دوازده سال شدہ باشد کہ در شاہ جہاں آباد
تشریف داشت بندہ شعر او شنیدہ بودم از چندین بہمت دکن رفتہ اکنون از زبان
سید تذکرہ (غزلت) بروضوح می پیوندد کہ در برلمان پورامت دیگر بر حسب و نسب اطلاع
ندارم زبان نشیہ زبان ادبشان است اکثر رنجتہ در بحر کسبت می گوید (کلمات اشعار و نہ)
۱۔ عارف علی خاں عاجز رنجتہ را ہمواری گوید و در رنجتہ بنیادی گذرانند از گریزی
- ۲۔ عارف رضا الدین خاں عاجز پلہ ان شہ زور بخسوری و رسم سلطنت شوری پروری
ہنگام دریائے شیریں متالی جینم نیستان، نگین خیالی۔ شاعریت زیر دست و معنی
آفرینیت صاحب قدرت زمین ہائے ننگ الخ رنجتہ طرح می کند و قوافی تازہ و
و کسب بکاری برود۔ و هیچ جا عاجز غنی ماند چنانچہ خود می گوید
کہتہ ہیں سنگلاخ زمیوں میں ہم تو شعر پانا بہاری شوجی معنی کو بہر بکٹ
روز سے در حیدر آباد با فقہ ملاقات کہ ملاقات اول ہموں بود دست داد اشعار
خود بسیار خواند بگفتم کہ باوصف غلبت تخلص عجز عاجز از بہر جہت کہ حکم غالب
و نہ

وچار بحر رفت و نشر مرتب از دیوان مذکور معلوم خواهد گردید بالفعل رنجتہ چند

از اہل بہ تحریر قلم می آید۔

عرق جب اس پر ہی کے چہرہ پر نور سے سجے
خجل ہو گل میں شبنم جوں ہوا سوہن سجے
اگر اس زلف مشک آئینہ میں جینی میں آؤ
عجب نہیں عطر عنبر کا سہ قفور میں سجے
مری آنکھوں میں خونیں لکڑیوں کے تہہ میں
لہو سولی کے اوپر جیوں سر سفور میں سجے
اگر کیف سخن میرا نہاں ہاں کو پہنچے
جراچی شمشاد ہو جلے شراب انگوٹھ میں سجے
بھروسہ جب آہ کا دم اپنے گلگوں پوش میں
دم اسراہیل کا لو ہو ہو بانگ شور میں سجے

ولہ

خوش زلفوں کے غم میں گلدام داغوں میں دل بن گیا میرا موروں کی مانند
سینہ میں آہوں کے رشتے پیٹے ہیں میرے کالی کمنڈوں کی مانند
دل لالہ زویوں کے غم کی ضیافت کو جب سے قبول ہے دم نخت ہو ہو
ہر دم ہزاروں ہی داغوں کے قرضوں کو چھتا ہوں سینہ میں تو رول کی مانند

افتادگی ز خاک برآورد و دانہ را گردن کشی بہ خاک نشاندن را
اکثر اشعار میں چہ از فارسی و چہ از رنجتہ بنا بر بے پروائی و تلف رشند
و کالینیک ہر چہ یزانی او شنیہ بہ صفحہ قرطاس نوشتند باقی ماندند و نہ او داغ
تحریر مودات خود بنی دارد و طبع زاد خویش را ز دامن یادمی خواند بہ شائبہ رب
در شہر رنجتہ میرزا بیدل وقت استسارہ در بحر جہانہ کہبت و اشلوک و دیگر

ولہ
 فلک کش ہوا اس بار غم میں چرخ کھا ہوا
 رہ گیا ناقیامت میں ہمارا در کا شہرا
 لکھوں زمرہ جبین کے گال کی ذرہ اگر خوبی
 کروں میں صفحہ خورشید پر یا قوت میں ہرا
 لکھوں کیا خوبیاں جن عالم تاب کی غما
 وہ رنگ ہر کی روشن جبین میں ہو گیا ہرا

ولہ
 بغیر از وہ لہجہ میں مجھے خوش تر شکار
 حلاوت ہم دل کہتا ہو ٹیٹھے جگ میں بکار
 وہ کلر دکے لگا یا غریب زلفوں کے مالتے
 گلستاں ال کے چشموں میں گل شبنم کے شکار
 طبیعت چار نے میں علاج اب ہو چکا میرا
 جہاں میں کہیں بھی جیتے ہیں وہ انے رنگے کار

ہم آتش زبانی در دکن نیست کہ با مقابلہ بر نیزہ دیکھتے چرب بیانیے دریں مرز بوم نہ کہ
 پیش او شور سے برانگیزد۔ موز و نان ایں سرزمین بیدست شدہ بہ ناش از چشم گوشت
 ہی گیرند و قصیان ایں جابہ من سبق خود از پا افتادہ خطر بر مبنی کی کشند۔ مورخ بے بدل
 است و قطعہ لعل و گرہر، بھلا پانصد سیت بہ نظر در آید کہ اگر کہ انہما کے معافی تازہ
 نمودہ دیوان رحمتہ العیش کہ جملہ یک ہزار بیت کمرے زیادہ است یہ نظر در آید
 (چغتیاں شعر ۴۶۳)

۴۔ عارضہ الدین خاں عرف مرزا، عاشر تخلص اورنگ آبادی، لحنی الامل
 است پیکر شہ در تالی لطافت عالمگیر بادشاہ از بطنی بہ ہندوستان آمدہ فانی الدین
 خاں بہادر فیروز جنگ بہ منصب برادر از کاتیدہ با خود داشت بعد از انکہ پائش
 وفات کرد خاں مرزا را لہجہ پیغمبر بود از انجا کہ کہ حضرت کریم در جیم زندہ فاسے خود را
 خداوندہ مرزا در خطا جملہ از فوسہ، لہجہ اندرہ وادہ خوشتر از دہرہ آواز تہ زبند

خدا جانے دوانا دل کہ معر جا بارامیرا
 دلا لے دل کو میرے پھر گویا وہ جانتے کچھ نہیں
 رسید پہنچا دوشاہ حسن کوں جلدی کجاں ہوو
 بجھا یاد لبر جانی کہ آخر ابر رحمت نے
 ہوو وہ من بہن کے من کیہ جیتوں سے نہیں تھا
 شب اس تہا لب کوں کیہ کر جا غرق و آتش

صبح میں ہم لگ آجوں کہ دو آتا ہوں پر
 جہاں میں کہ ہو دیکھتے تم سر کی جان عیار
 لے ٹانڈا اشک کالے دل تو سوائی بخیر ہے
 رقیبوں نے پھٹ دھکوائے تیرے غم کے انکار
 جنہوں نے بار بار ہوا شمت میں شروں کو لٹکار
 کلچہ بھٹ گیا قہتاب کا گھٹنے لگائے

بہر دستگیری و رعایت نواب سید لشکر خاں بہادر نصر جنگ صوبہ دار اور گاہ آباد
 بہ عطائے منصب و خطاب خانی سرافراز گردید بہ جاگیر قلیلیہ اوقات بہری بدوہ
 روز ما بخیر خدمت بخشی گری رسالہ سواراں کہ نواب نامدار نذر کور سر بلند فرمودہ کریم
 خدمت دستہ جہاں ثنائیت نشہ شجاعت ہم دارد و با فقیر حقیر از طہولیت ہم
 دیکھ دل است۔ از رؤسے اشفاق بدید ای حقیر اثر لطف از زانی می فرماید۔ در کو تو ال پور
 بلکہ او سنگ آباد احقر العباد مکانے ساختہ روز سے قدم رنجہ داشتہ بود فقیر از زان شوقی
 جرات نمود کہ دعوائے تاریخ گوئی دارند تاریخ ایں مکان ہمیں زماں بد یہ بر زبان آرند
 تہیے کرد گفت چہ صلہ خواہند داد۔ گفت ہم ہر چہ بخواہند۔ لمحہ سرور گریبان فردر
 بخون و ہمد نمود و ریس قطعہ تاریخ بد یہ فرمود۔

منزل عیش یہ از چار غسل کرد بنیاد چو مرزا افضل
 گفت تاریخ بنیادش بافت منزل جاہ و مکان افضل

فہم عالی۔ اردو بہ طبع رسا در اشعار فارسی در شجاعت ہندی از نازک خیالان است

بہارِ سخن گویا در آید از سرِ سخن و سخن در آید از سرِ سخن

(۲۸)

ابو الحسن ریا تخلص فکر سادداشت سکنتش بالاپور متصل صوبہ ایرج پور
مزارکش نیز در بالاپور واقع است صاحب دیوان و از رفقاء سید صفی الدین
خان بہادر بودہ اشعار اوست۔

بکہ دل جو خیال چشم ز گس فام ہے
بلبلیں شعلے پہ جھڑارتے ہیں تھوگ
حاجت جال توں اے پرفا صیاد تیں
اتھائے ساغر نہ رنار مانی میں رستا

ہر طرف مناظر موج گل بادام ہے
یے مروت بے وفا ناہریان خود کام ہے
رشتہ تہ نگہ مجھ نا تو ان کا دام ہے
ہر نگاہ مست انکی مدھیر اک جام ہے

ولہ

کھ میں دلبر کے واقاب کرو
ذوق بابو کس ہے اگر دل میں
ہجام سے کی سوہن کو خواہش ہے
طبع میری بلند ہے یارو

حسن کو اسکے بے حجاب کرو
حلقہ چشم کو رکاب کرو
دل کو میرے بے جا کباب کرو
ہے بجا اگر رس خطاب کرو

(۲۹) وفا

آقا محمد امین وفا تخلص خلفا الصدق حکیم محمد تقی خان متوطن ایرج پور
ابن صفادور اخلص بالپور صاحب طبع بودہ استناد اوست۔

عجب میں تھ طرف اسے دل پاشی کی تھیر
دل و جان چشم و گوش و کوشن نسبتہ خوشی میں

دسے جیوں اشیاں ہر حلقہ جہد منبر ہو وفا کی زلف میں کئی طائر دل کے بیریں

ولہ

دو جہاں کو ترک کر اک لڑبا کے واسطے
اب خودی میں باز آئے دل خدا کے واسطے
گھیر سے جامہ کے ہوں میں بند گھیر میں
دل کی گھنٹی بن کے میں تیری تپا کے واسطے
بل گئے بلدار چہرہ پر ترے عاشق کے دل
بیچ میں ہم کو لپٹا کس خطا کے واسطے
میر خودی ہو مجھے تادیکری میں تری
خوں مرا پا مال کر رنگ بجا کے واسطے
محقر دل خاکری سے قبولیں ہر فصل
خاکہ میں ہو رہا کس نقش پاک کے واسطے
خال دھونے پیو کی مجھ دل میں نکالا ہو
تخم ریاں کا کرو شربت دو اکے واسطے
نہ لگا خوبی کو اپنی بے وفا کی کا کٹاں
مت و فاسے ترک کر ملنا خدا کے واسطے

۱۔ وفات شاعریت خوش گو دچھستان شعرا ص ۱۱۳

۲۔ اقا امین ایلم پوری تخلص وفات پدش حکیم محمد نقی خاں در عمل صوبہ داری
امیر الام اسید حسین علی خاں یہ امارت رسیدہ یہ عالم بقارفت ابد فوت پدش
تلاش منصب جاگیر کردہ درلبدہ ایلم پور۔ صوبہ برار۔۔۔۔۔ یافت وجہ پوسہ
حکام انجامانہ و خورسند است یہ علم عربی و حدیث وفقہ اشنا است طبع نظم شعر
دار و درلبدہ ایلم پور و وضعہ سنورہ کہ حضرت شاہ عبدالرحمان باعلوشاں است
بر سال عرس ایشان خلایق سیاد جمع می آیند و شنائی چراغان بہ تکلف تمام
می نمایند و اقریب چراغان فقرات نشر و ابیات نظم خوب گنجد و تحفۃ الشعرا

غرلت

هم درین زمین شاه عبدولی سورتی که فضل و بلاغت و کمال ایشان
از تحریر و تقریر بیرون است، ریخته پر مضمون و موزون نموده و در ایام
آصف چاه نظام الملک به نخست بنیاد آمده - چنگاه یا نواب مرحوم هم
بودند - محاسن را می تراشیدند - بیج احدی از فضلا و علمانی توانست

۱- ید عبد الولی سلمه السد عرلت تخلص از سورت اند، خلق الصدق حضرت
ید سعد السد قدس سره سورتی که مستند عالم گیر بودند، درویش وضع عالم قابل
بزرگ متوکل شوق شغرافی هم کرده اند لیکن مزاج او شان میلان به ریخته یار دارد
تازه وارد دهند وستان که عبارت از شا هچان آبا و است شده اند نسبت تمام به
سخن دارند - از اسالیب کلام شان واضح می گردد که بهره بسیار از در و مندی دارند
و با این همه کمال این قدر وسعت مشرب بهم رسانیده اند که در هر رنگ چو آب
ایزند با فقیر بخشش می کنند - مرد با استقامت اند - خدا ایشان را سلامت
دارد (نکات الشراص ۹۷)

۲- صاحب طرح والا فطرت حضرت ید عبد الولی غرلت پسر حضرت ید خدا
قدس سره به تصفیه ظاهر و باطن مجلی است و به دریافت کسب و موهبی مجلی -
اصلش از ماموره بریلی است - و مولد و نشاء اش سورت، کتب متداوله -
در آموخته است - از آموخته - از آموخته - از آموخته - از آموخته -

کہ بہ بحث علم مقابل ایٹاں دم زند۔ غرض ہر شخص را از جملہ منتہاست
زمانہ باید دانست۔ در محافل امر اسسز و مکرم اند۔ چند ریختہ ایٹاں تنگ
قلم می شود۔

جل ہوا کا جل کس نین کی طوطیا کے واسطے خوں ہوا کس کے ماتھوں کی خما کے واسطے
نیش مرا جنوں لباسی لیکے رت گردا دامن و چولی ہیں سودا کی قبا کے واسطے

کے است۔ خداش سلاست دارد۔ (تذکرہ گردیزی طبری)

۳۔ غزلت میر عبد الولی نام، متوطن سورت، مرد سے فاضل و عالم۔ از
بنیاد حقیقت آگاہ شاہ عزیز اند سورتی است۔ باوجود آبادی طاہر بہ تعمیر
باطن شغول است در عہد سلطنت مرزا احمد بہ دار الخلافہ تشریف داشت
شاعر دوستی و مزاج او بہ مرتبہ بود بلکہ برائے مناسبت اس طایفہ گاہ گاہ خود
ہم دوسہ بیت سوزوں می کرد (نثر نجات ص ۶۵)

۴۔ میر عبد الولی غزلت فرازندہ سخنوری و سخن دانی طرازندہ بلاط معنی پڑ
و شیریں بیانی جو ہر دہات سخنہاے برجہ فروغ شمع مضامین شستہ۔ مجلس
آرامے بزم نجات رنگیں، انجمن پیرایہ خیالات متین۔ ساقی شراب جادو و معالی
جرم پیش حقیق نازک خیالی۔ غنڈ لیے است ہزار داتان و طوطی است شکر
بیان۔ سرویت از باغخان خیال و تندرولیت از گوہرستان کمال۔ ضمیر
صفائے پریش جلسے است جہاں نما و فکر سرع ایرش ماتہا بے است آسمان
پیا سخن رنگینش مرہم بخش دہائے خزین معانی شیرینش مونس اشخاص گلین

دیکھتا ہوں جمع کر خاطر پریشانی کی راہ
اس عوق پر زراں ذوق کی چاہ کا ہوں
کر رہا ہوں کس کے کوچے کی صبا کے واسطے
سیب کا شربت ہی یہ میری دوا کے واسطے
چپے ہاسنے کو کس اواز پا کے واسطے
مت دہر و گل گلی کی قبر پر خدا کے واسطے
شو بلبل سن عدم کے خواب میں جا گئے لوگ

شعر فائیش گوہریت ابدار و نظم ریختہ اش لولیت شاہوار نکات زنجیں بہین انفا
میں جاش زندہ و خیالات شریف بر طبع چالاکش نازندہ۔ در صورتی قدرتے دار و کہ
مانی دبیر ادبش او مانند پیکر تصویر در بند حیرت می مانند در معنی و سنگیت دستے دار
کہ صاحب کمالان این فن تماش دست بگوش می گذارتد۔ در علم و دہرہ و کبیت
دریائے است مواج و بحریت سلاطین شعر خوانی گلو سرش جانے از سامعان
می برد و سخن گوئی دل فروزش روح تازہ عطای کند۔ میرزا صاحب علیہ الرحمہ
قبل ازیں چند سال در حق آں جناب می فرماید و صرف ولایت تصفیہ باطن را بایں
حسن وجہ ادا می نماید

دیں زماں کہ عقیم است جملہ بہتہا کنارہ گیر و غنیمت شمار غزلت را
راقم بطور ہر گاہ کہ بہ حیدر آباد رفت رابطہ از آں جناب پیدا کرد۔ چنانچہ ہر روز
بلا ناغہ بخدمت می رسید و آں جناب ہم اکثر گاہ بہ غریب خانہ قدم بکنجی فرمودند۔
فقیر سوال (۱) بہ انعام آں جناب بہ دستخط نواب صلابت جنگ بہادر رسانیدہ
بہ نظر انوار گذرانید۔ الحال سلسلہ ترسیل مراسلات از جانبین مکرر است۔ کتابت
ہمہ بیت چارہ ہزار خواندہ بود۔ کلیات ریختہ اش کہ قریب دو ہزار بیت متاع قلمی نا
کہ در جواب در دست گذشتہ و رباعیات و ہارامی (۰۰۰۰) و ہلہا ہا و کتھا دونا

علیهیات

- ۱ نکات الشعرا از میر تقی مطبوعه انجمن ترقی اردو
- ۲ تذکرہ فتح علی گردیزی قلمی
- ۳ مخزن نکات از قائم چاند پوری مطبوعه انجمن ترقی اردو
- ۴ چمنستان شعرا از چیمپو ناراین شریقی
- ۵ گلزار ابراهیم علی ابراهیم خاں خلیل قلمی
- ۶ تحفۃ الشعرا از ابراهیم بیگ قاتمال
- ۷ سرو آزاد از علامہ آزاد بلگرامی مطبوعه

ن

وجہ الدین شاہ ۱۰۰۸
وفا آقا محمد امین ۶۳، ۶۴

نصرتی ۷-۷

می

ناجی محمد شکر ۴۰

نصرت جنگ نواب سید شکر خان ۲۲

یک رنگ مصطفیٰ خان ۲۳ (۶۲)

یقین انعام اللہ خاں ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷

و

۴۶، ۴۸، ۴۹، ۵۰

دلی دلی محمد ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳

(Handwritten notes at top)

1918
No. 7

(Table header)

| Date | No. | Date | No. |
|------|-----|------|-----|
| | | | |
| | | | |
| | | | |
| | | | |
| | | | |
| | | | |
| | | | |
| | | | |
| | | | |
| | | | |

(Bottom section)

For Binding
~~1036~~
1037



MAULANA AZAD LIBRARY
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:-

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of **Re. 1-00** per. volume per day shall be charged for text-books and **10 Paise** per volume per day for general books kept over - due.

